بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی للعہ

رجسٹرڈ ایل ۲۸۸
بروز جمعرات

ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ
مینیجر میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر
اسسٹنٹ محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۷

نمبر ۱۱

اگیا موعود عیسے مہدی آخر زمان

مطابق ۱۹ - مارچ ۱۹۰۸ء

دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا
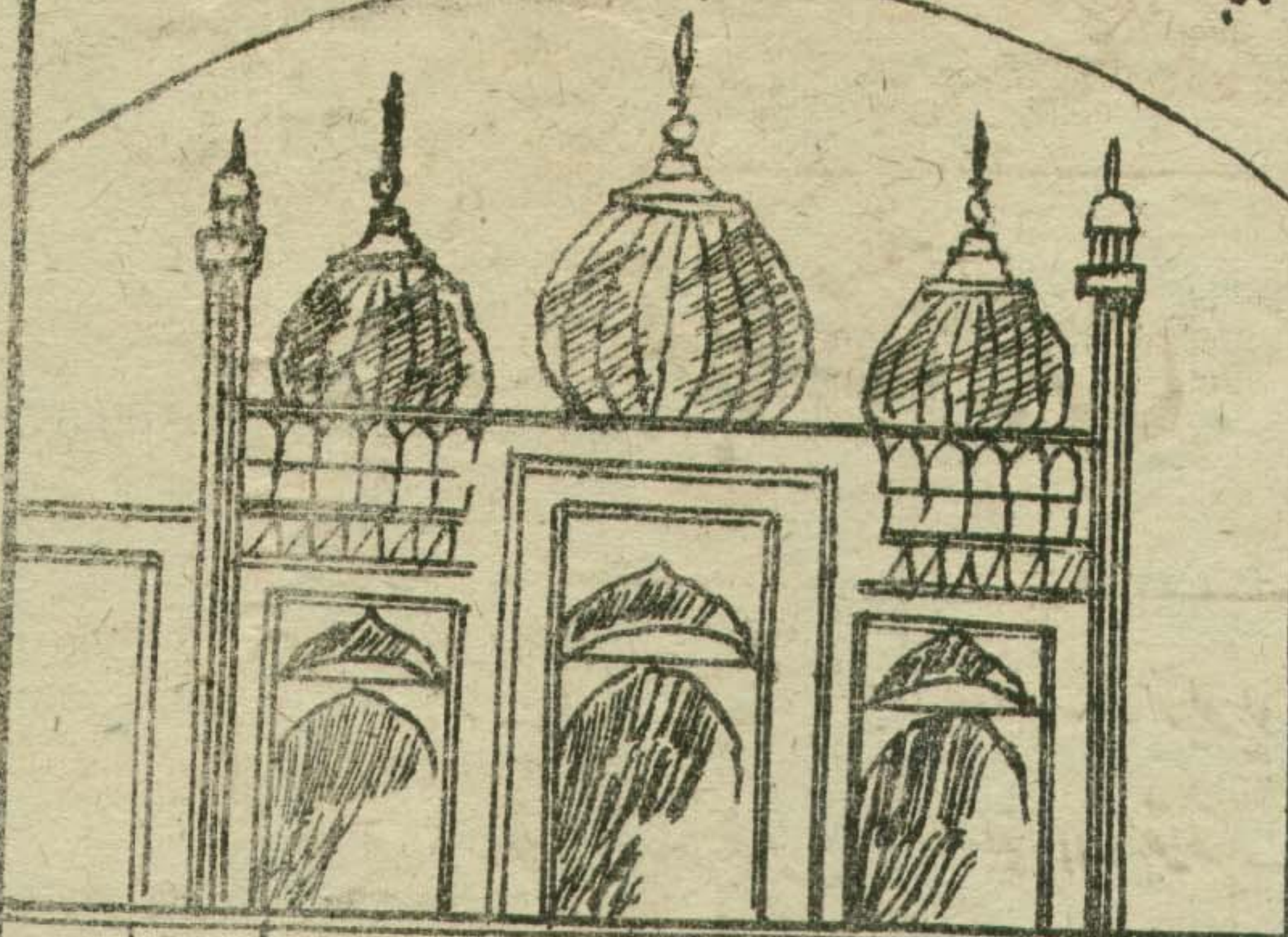
ای جہان منتظر خوش ہو کہ سوئے قادیان

۱۵ صفر ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام

سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا

قیمت ازمعاونین صر
قادیان میں ع
فی پرچہ ۲

قیمت از غربا و طلبا ر
وغیر مذاہب ع
گورنمنٹ ع
افریقہ صر

ہمارا مذہب

ہمنے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہین ہے۔ اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہین۔ کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہین جس طرح ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دعا کرتے ہین۔ کہ خدا تعالے اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اوس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پس پا کرے خدا تعالے نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے۔ جیساکہ اوس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کرین یا کوئی شر اپنے ارادہ مین رکھین تو ہم نے خدا تعالے کا شکر ادا نہین کیا کیونکہ خدا تعالے کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدا تعالے اپنے بندون کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونون ایک ہی چیز ہین۔ اور ایک دوسری سے وابستہ ہین اور ایک کے چھوڑنے سے دوسرے کا چھوڑنا لازم اجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہین۔ کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہین ؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہائت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اوس سے جہاد کیسا مین سچ سچ کہتا ہون کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے سو میرا مذہب جسکو مین بار بار ظاہر کرتا ہون یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہین ایک یہ کہ خدا تعالی کی اطاعت کرین۔ دوسری اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالمون کے ہاتھ سے اپنے سایہ مین ہمین پناہ دی ہو۔ وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔
خدا تعالی نے ایک ابر رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کیلئے بھیجدیا ہے پھر کس قدر بدذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر بجا نہ لاوین اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ و جان مین منقوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ مین اپنی جان دینے کیلئے طیار رہے۔ (مسیح موعودؑ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فہرست مضامین

مدینۃ الامام

اس ہفتے کوئی الہام نہیں ۔ حضور کی صحت اچھی ہے علامہ نور الدین علاوہ معمولی مشاغل کے ترجمہ قرآن میں مصروف ۔ اور فاضل احسن کے مراجعت الی الوطن کا انتظار ہے ۔

سید سرور نے و نعلم ما توسوس بہ نفسہ پر ایک نامکمل خطبہ پڑھا ۔ علامہ نور الدین نے التحیات کی تفسیر کی ۔ جس میں بتایا کہ عبادت فرمان برداری اور تعظیم کا نام ہے ۔ جب یہ تعظیم الفاظ کے ساتھ ادا کی جائے اور اپنے مولا کی تعریف مدح ستائش کی جائے ۔ تو اس کا نام ہے ۔ تحیۃ ۔ جسے قولی عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے صلوٰۃ ان تعظیمات کا نام ہے ۔ جس میں زبان ۔ دل اور اعضاء سب کی شرکت لازمی ہے ۔ یہ بدنی عبادت ہے ۔ پھر اس سے جوش ترقی کرتا کرتا جب مال کے خرچ کرنے تک پہنچ جائے ۔ تو وہ طیبات مالی عبادۃ ہے ۔ پھر جس کے ذریعے سے یہ پاک تعلیم پہنچی اس کیلئے سلامتی اور خاص رحمتوں اور برکتوں کے نزول کی دعا ہے ۔ کلمہ شہادت میں توحید کا اقرار اور اوس کی پوری حقیقت واضح کی گئی ہے ۔ دنیا کے ہادیوں کی ان کی قوموں نے پرستش کی اس لئے لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد عبدہ و رسولہ ایزاد کیا گیا تا عبودیت محمدیہ کا ہر نماز میں اقرار ہوتا رہے ۔ اور توحید کا سبق پختہ ہو ۔ برکہ عربی میں تالاب کو کہتے ہیں ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے چشمہ کی التجا کی گئی ہے جس سے اون کی اُمت کے تشنہ کام ہمیشہ سیراب ہوتے رہیں چنانچہ اسی دعا کی قبولیت سے ہر صدی میں خدا سے وحی پانے والے لیستخلفنہم کے وعدے کے موافق آتے رہتے ہیں ۔

تازہ ڈائری

۱۷ ۔ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء ۔ فرمایا ۔ شیعہ کہتے ہیں ۔ قرآن مجید میں کچھ کمی بیشی ہے اس اعتراض کی زد میں سب سے پہلے وہی آتے ہیں ۔ حضرت علی اسی لئے خلیفہ نہیں ہوئے تھے کہ معاویہ کے ساتھ جنگ کریں بلکہ اون کا فرض تھا کہ قرآن کی حفاظت کریں جو اصل الاصول دین ہے ۔ پس وہ اپنی خلافت کے زمانے میں اصل قرآن کو شائع کر جاتے ۔ کیا جس قرآن مجید کی اشاعت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہزاروں مخالف و موافق لوگوں میں ہوتی رہی ہو اس میں کچھ تغیر ممکن تھا یہ کیسی لغو بات ہے ۔ پھر ہم پوچھتے ہیں ۔ کہ اپنی خلفاء کے پیچھے حضرت علی نمازیں پڑھتے رہے اگر ان کے غاصب ظالم ہونے کا یقین تھا تو ایسا کیوں کیا دیکھو ہمارے مُرید ہیں وہ دوسروں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے تو کیا حضرت علی اون سے بھی ایمانی حالت میں کمزور تھے جو تقیہ کرتے رہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی زمین وسیع ہے ایسی بات ہو تو ہجرت کر جاؤ آپ نے یہ بھی نہ کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ خلفاء ثلاثہ کو اپنا مقتدا تسلیم کرتے تھے ۔

فرمایا ۔ شر الفقراء من ھو علیٰ باب الامراء یہ لوگ (اولیاء ۔ انبیاء) اللہ تعالےٰ سے بہتری پاتے ہیں ۔ پس انہیں امراء کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے ہاں امراء ان کے بہت کچھ محتاج ہیں ۔

فرمایا ۔ لوگ دین حق اختیار کر کے داعی الی اللہ پر احسان رکھتے ہیں اللہ تعالےٰ نے کہا یہ تو میرا احسان ہے کہ تمہیں ہلاکت سے بچا لیا تم بجائے احسان جتانے کے نبی کا شکریہ ادا کرو ۔

انتخاب الاخبار

سرکل ٹورنیمنٹ امرتسر میں ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیم فٹ بال میں جیتی ۔ انعام مبارک ۔

رنگون کے ایک محرر عبد اللہ کو چار سو اونس کوکین برآمد ہونے پر تین ماہ سخت قید ۔ ۵۰ روپے جرمانہ ہوا ۔

برما کے مقام منڈلے کی خبر کہ وہاں سخت زلزلہ آیا ۔ کئی سکینڈ تک اس کے دھکے محسوس ہوتے رہے ۔

ریلوے سٹیشن کوٹ لکھپت پر جس ڈرائیور کی غفلت سے حادثہ ٹکر ہوا تھا ۔ چھ ماہ قید سخت کا سزایاب ہوا

بمبئی کی خبر کہ سر لارنس جنکنس صاحب چیف جسٹس کو گاڑی کی ٹکر سے پیشانی اور چہرہ پر چوٹیں آئیں ۔

لنڈن سے خبر آئی ۔ کہ حضور لیڈی منٹو صاحبہ بخیریت تمام واپس پہونچ گئیں ۔

لنڈن سے خبر آئی کہ کرکٹ کے ایک شوقین اور ماہر نے اس کھیل کا نیا طریق ایجاد کیا ۔ اس میں بجائے دو کے تین طرف وکٹیں گاڑ کر کھیلنا ہوگا ۔ بالکل عجیب ہے ۔

لنڈن کے قدیم شاعر شیلی کی تین یادداشت کی کتابیں حال میں ۴۵ ہزار روپیہ نیلام کی گئی ہیں ۔

تازہ رپورٹ سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۹۰۶ء میں تمام ہندوستان میں ۴۵ لاکھ آدمی فوت ہوئے ۔ وجہ بخار ۔

ندوۃ العلماء کے دار العلوم کی عمارت کے لئے بیگم صاحبہ بھوپال نے پچاس ہزار روپیہ دیا ۔ بیگم صاحبہ نواب بھوپال کی دادی ہیں ۔ اس عطیہ سے عربی تعلیم کو ترقی دیں گے ۔ لکھنؤ میں ۔

دہلی کے خزانہ میں دو ہزار پونڈ کی دو تھیلیاں گم ہو گئیں ۔ مالیتی تیس ہزار روپیہ ۔

چوری کے شبہ میں ایک چور پکڑا گیا جس نے نوکری چھوڑ دی تھی ۔ عند التلاشی ۲۳ ہزار نقد برآمد ہوا

لنڈن سے خبر آئی کہ ہمارے حضور شاہ قیصر نے بذات خود ایک خط قیصر جرمن کو لکھا ہے ۔

لنڈن سے خبر آئی ۔ کہ سر ایڈورڈ گرے نے تمام غیر طاقتوں کی خدمت میں ایک تجویز ارسال کی ہے ۔

ایک موٹر کار کی ٹھوکر سے ایک پولیسمین اور دو آدمی مر گئے اور علاوہ اس کے ۱۴ ۔ آدمی زخمی ہوئے ۔

دارالامان کے حالات آج سے اٹھ سال پہلے

معزز ناظرین! یہ وہ وقت ہے کہ جب ہمارا صادق عثمانی دوست (ایڈیٹر بدر) اپنے محبوب کے عشق میں سرگردان تھا وہ اس پروانہ کی مانند تھا جو شمع کے گرد بڑی بے تابی سے ادہر ادہر پھرتا اور آخر پھر اس مین آکر اپنی ہستی کو مٹا دیتا ہے وہ اس بچہ کی مانند تھا۔ جو بدر کامل کو دیکھ کر ہمک ہمک اوپر اُٹھتا اور اس تک پہونچنے مین مقدور بہر کوشش کرتا ہے۔ یہ ابتدائی زمانہ ہی کیا ہی پُرلذت زمانہ تھا۔ جب ہمارا دوست جب کوئی موقعہ پاتا تو دیوانہ وار اُٹھ دوڑتا نہ رات دیکھتا نہ دن۔ آخر عشق صادق نے اپنا رنگ دکھایا اور وہ قطرہ سمندر مین آکر مل گیا یا یون کہیئے۔ کہ جس لڑی کا موتی تھا اس مین پرو دیا گیا۔ اس پچھلے زمانے کی باتین بہت پیاری لگتی ہین اور پھر اس پہ نظر کرنے سے خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ پیر برکت علی صاحب کی عنایت سے مجھے ایک پرانا مسودہ مل گیا ہے جو آج پیشکش کیا جاتا ہے ناظرین مطلع رہین کہ سب سے پہلے ڈائری لکھنے والا میرا صادق بھائی ہے۔

یہ مبارک رسم اسی پہ صدیق بالتوات سے پڑی ہے۔ راقم

مکرمی و مخدومی اخویم ڈاکٹر رحمت علی صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت ہمیشہ آپ کے ساتھ اصحاب کی جماعت افریقہ کے ساتھ ہو۔ مثل مشہور ہے۔ کہ جس کو لگتی ہے وہی جانتا ہے اور دوسرا کیا جانے۔ امام پاک کے قدمون سے دوری کے سبب جو کچھ آپ کے دل کا حال ہے اوس کو مین خوب سمجھ سکتا ہون۔ کیونکہ ایسی اشیاء کے اندازہ کیواسطے میرا دل بھی ایک پیمانہ ہے۔ مین مانتا ہون کہ کوئی مضبوط ہو اور وہ ایسے صدمون کو کم فیل کرے اور کوئی میرے جیسا کمزور ہو اور وہ ذراسی بات پہ سرگردان ہو جاوے مگر وہ شارٹ سائٹ کے چشمون کیطرح ہر ایک شارٹ سائیڈ دوسرے شارٹ سائیڈ کے چشمے کو دیکھتے ہی فوراً تاڑ جاتا ہے کہ یہ بھی اس مرض مین میرا ہی ساتھی ہے سو گمان ہوا کہ ہم آپ سے بہت دُور ہین اور ہمین آپ کی ملاقات اور زیارت سے کوئی وافر حصہ نہین ملا۔ بہر حال دل بدل رحمت اور مین خوب سمجھتا ہون کہ احباب افریقہ کے مخلصین کے قلوب کس جوش مین بھرے ہوئے ہین۔ دراصل ملک افریقہ نے ہمارے بہت سے عزیزون کو ہم سے جدا کیا ہے اور آئے سال ہمارے جگر کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا اور ایسا ٹکڑا وہان کھینچا جاتا ہے۔ کہ ہماری آنکھین بھی اوس کے پیچھے پیچھے کھچی ہوئی افریقہ کو چلی جاتی ہین۔ ابھی کل کی بات ہے۔ ہماری جماعت کی رونق اور میرا مخلص دوست میان نبی بخش ہم سے افریقہ کی خاطر جُدا ہوا اور اب پھر ایک صدمہ کے اٹھانے کیواسطے ہمین طیاری کرنے کی صدا دیگئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارا جرنیل عبد الرحمٰن خدا اوس کو اوس کے نام کی طرح عبد الرحمٰن بنائے ہم سے جدا ہونیوالا ہے بارہا دل اس مکرم دوست کے واسطے دردمند ہوتا ہے اور سچے دل سے اوس کیواسطے دعا نکلتی ہے کہ خدا اوس کے ساتھ ہو۔ اور اس معاملہ مین دین و دنیا کے حسنات اوسے عطا فرماوے۔ آمین۔ اور ابھی معلوم نہین کہ اس افریقہ کی خاطر ہمین اور کس کس سے جدا ہونا پڑیگا شاید کہ اسی واسطے اس کا نام شروع سے افریقہ رکھا گیا تھا کہ یہ ہمارے لئے فراق کا موجب ہوا بارے فراق اور تفریق اور فراق اس کے نام اور اس کی نیچر مین پایا جاتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ مین حیران ہون۔ کہ مین کیا لکھنے بیٹھا تھا اور مین کدھر نکل گیا۔ مگر جب یہ بات درمیان مین آگئی ہے۔ تو مین اس بات کے کہے بغیر رک نہین سکتا کہ ہماری جانین قربان ہو جاوین اوس پیارے کے نام پر جو احمد کا غلام پر ہمارا سید اور آقا ہے کہ اوس کی جوتیون کے غلامی کی طفیل ہمارے سارے دکھ مبدل بہ راحت ہو گئے اور ہمارے سارے غم مبدل بہ خوشی ہو گئے ہمارا ملنا اور ہمارا جدا ہونا سب خدا کے لئے ہو گیا۔ اور ہمارا سفر اور ہمارا حضر سب دین کیلئے بن گیا اور ہم خدا کی محبت کے قلعہ مین ایسے آگئے۔ کہ شیطان کا کوئی تیر ہم تک نہین پہونچ سکتا کہ ہم کو ہم و غم مین ڈالے خیر تو گذشتہ دو دنون کے واسطے مجھے توفیق عطا ہوئی تھی کہ مین تھوڑی دیر کے واسطے اوس پاک سرزمین کی آب و ہوا کے ذریعہ سے اپنی بیماریون کے مدافعت کے لئے سعی کرون۔ تو آج واپس آکر مین نے سوچا کہ جو میرے اس بہار کے مین لایا ہون۔ ان کے ساتھ اپنے پیارے رحمت علی کی دعوت کرون۔ تاکہ کسی کی دلی دعا میرے واسطے بھی رحمت کا موجب ہو جائے لیکن انہی دنون مکرمی مخدومی سید حامد شاہ صاحب سلمہ کا ایک عنایت نامہ جو میرے نام آیا تھا اس مین اونہون نے فرمایا تھا کہ دارالامن کے تازہ حالات سے کچھ ہمین اطلاع دو۔ اس واسطے مین چاہتا ہون کہ راستہ مین اون کی ملاقات کرتا ہوا آپ کے پاس پہنچون اور مجھ امید ہے کہ وہ اس عریضہ کو دیکھ کر بہت ہی جلد آپ کی خدمت مین ارسال فرماوینگے۔

تین سال کے اندر طاعون والی پیشگوئی کے اشتہار کا انگریزی مین ترجمہ ہو کر لاہور مین طبع ہونے کے واسطے آیا ہوا تھا۔ اوس کو پیکر ہفتہ کی شام کو مین یہان سے روانہ ہوا اور چھینہ کے اسٹیشن پہ اُتر کر دارالامان کو روانہ ہوا۔ راستہ مین سے شیخ چراغ علی صاحب جو کہ شیخ حامد علی صاحب کے چچا ہین نہایت مہربانی سے میرے ساتھ ہوئے اور میرا بوجھ اوٹھایا اور مجھے راستہ دکھایا اور ہم دارالامان مین پہونچے۔ فالحمد للّٰہ علی ذالک۔

نماز فجر کیوقت حضور اقدس کی زیارت مسجد مین ہوئی۔ جس سے قلب کو نور حاصل ہوا اور نماز فجر آپ نے وہ انگریزی اشتہار اول سے آخر تک سنا۔ عبارت انگریزی پڑھ اور ہر ایک فقرہ کے ساتھ ترجمہ کر کے مینے سنایا۔ اور اس کے بعد آپ اندر تشریف لے گئے اور پھر ۹ بجے کے قریب سیر کیواسطے تشریف لاتے چلتے ہی فرمایا آپ نے اس کام مین خوب ہمت کی فرمایا کہ اس مین اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ کہ ہمنے انگریزی نہین پڑھی۔ کہ آپ لوگون کو ثواب مین شامل کرنا چاہتا ہے انگریزی اگر ہم پڑھے ہوئے ہوتے تو اردو کی طرح اوس کے بھی دو چار صفحے ہر روز ہم لکھ دیا کرتے۔ مگر وہ خدا نے چاہا کہ جیسے آپ ہین اور مولوی محمد علی صاحب ہین۔ آپ لوگون کو بھی یہ ثواب دیا جاوے۔

مینے عرض کی کہ یہ ہمت اور ثواب تو مولوی محمد علی صاحب کا ہی ہے۔ فرمایا کہ عالمگیر کے زمانہ میں مسجد شاہی کو آگ لگ گئی تو لوگ دوڑتے دوڑتے بادشاہ سلامت کے پاس پہونچے اور عرض کی کہ مسجد کو تو آگ لگ گئی۔ اس خبر کو سن کر وہ فوراً سجدہ مین گرا اور شکر کیا کہ حاشیہ نشینون نے تعجب سے پوچھا کہ حضور سلامت یہ کونسا وقت شکر گذاری کا ہے کہ خانۂ خدا کو آگ لگ گئی ہے۔ اور مسلمانون کے دلون کو سخت صدمہ پہونچا ہے۔ تو بادشاہ نے اس کو

کہ میں مدت سے سوچتا تھا۔ اور آہ سرد بھرتا تھا۔ کہ اتنی بڑی عظیم الشان مسجد جو بنی ہے اور اس عمارت کے ذریعہ سے ہزارہا مخلوقات کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کاش کوئی ایسی تجویز ہوتی کہ اس کارِ خیر میں کوئی میرا بھی حصہ ہوتا لیکن چاروں طرف سے میں اس کو ایسا مکمل اور بے نقص دیکھتا تھا کہ مجھے کچھ سوجھ نہ سکتا کہ اس میں میرا ثواب کس طرح ہو جاوے۔ سو آج خدا نے میرے واسطے حصول ثواب کی ایک راہ نکال دی۔ واللہ السمیع العلیم۔

پھر لیکھرام کے متعلق دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔

فرمایا۔ اسلام پر حملہ کرنے میں اور مسلمانوں کا بے جا دل دکھانے میں آریوں کے درمیان ایک طرح کی تریموتی تھی جن میں سے سب سے بڑھ کر لیکھرام تھا اور اس کے بعد اندرمن اور الکھ دھاری تھے۔

فرمایا کہ دیانند بھی تھا۔ مگر اس کو ایسا موقع نہیں ملا کہ اور نہ وہ اس طرح سے کتابیں لکھتا تھا۔

فرمایا ان تینوں نے اور خصوصاً لیکھرام نے بڑی بے ادبیاں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے۔ کہ جس راہ سے کوئی بدی کرے اسی راہ سے گرفتار کیا جاتا ہے۔ چونکہ لیکھرام نے زبان کی چھری کو اسلام اور اس کے برخلاف حد سے بڑھ کر چلایا اس واسطے خدا نے اس کو چھری سے سزا دی۔

فرمایا۔ لیکھرام کے معاملہ میں غیب کا ہاتھ کام کرتا ہوا صاف دکھائی دیتا ہے

اس شخص کا شدھ ہونے کے لئے اس کے پاس آنا اس کا اس پر بھروسہ کرنا۔ یہاں تک کہ اپنے گھر میں بلا تکلف اس کو لیجانا۔ شام کے وقت دیگر ملاقاتیوں کا چلا جانا ان کا اکیلا رہ جانا عین عید کے دوسرے دن اس کا اس کام کے لئے عازم ہونا۔ لیکھرام کا لکھتے لکھتے کھڑے ہو کر انگڑائی لینا اور اپنے پیٹ کو سامنے نکالنا اور چھری کا وار کاری پڑنا۔ مرتے وقت دم تک اس کی زبان کو خدا نے ایسا بند کرنا کہ باوجود ہوش کے اور اس غم کے کہ ہم نے اس کے برخلاف پیشگوئی کی ہوئی ہے لیکھرام کے واسطے اس شبہ کا اظہار بھی نہ کرنا کہ مجھے مرزا صاحب پر شک ہے۔ پھر آج تک اس کے قاتل کا پتہ نہ چلنا یہ سب خدا کے فعل ہیں۔ جو بہت تاکید سے اس کی قدرت اور حاقت کا جلوہ دے رہے ہیں۔

فرمایا۔ کہ لیکھرام بڑا ہی زبان دراز تھا اور اس کو

بعد ایسا پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ اذا ہلک کسری فلا کسری بعدہٗ اب اللہ تعالیٰ زمین کو ایسے سے پاک رکھے گا۔ فرمایا کہ دنیا کے اندر جو نشانات حضرت مسیح یا دیگر انبیاء نے اس طرح کے دکھائے۔ جیسا کہ سوٹے سے رسی کا بنانا یہ سب شبہ میں ڈالنے والی باتیں ہیں۔ خصوصاً اس زمانہ کے درمیان جبکہ ہر طرح کی شعبدہ بازیاں مداری لوگ دکھاتے ہیں کہ انسان کی سمجھ میں ہرگز نہیں آتا کہ یہ امر کس طرح سے ہو گیا اور انگریز لوگ ایسی ایسی کرتوت شعبدہ بازی کے دکھلاتے ہیں کہ مرا ہوا آدمی واپس آجاتا ہے اور ٹوٹی ہوئی چیزیں ثابت دکھائی دیتی ہیں۔ جیسا کہ آئین اکبری میں بھی ابوالفضل نے ایک قصہ بیان کیا ہے۔ کہ ایک شعبدہ باز آسمان پر لوگوں کے سامنے چڑھ گیا اور اوپر سے اس کے اعضاء ایک ایک ہو کر گرے اور اس کی بیوی ستی ہو گئی لیکن وہ آسمان سے پھر اتر آیا اور اس نے اپنی بیوی کے لئے مطالبہ کیا اور ایک وزیر پر شبہ کیا کہ اس نے چھپا رکھی ہے اور یہ اس پر عاشق ہے اور پھر اس کی تلاشی کی اجازت بادشاہ سے لیکر اسی کی بغل سے نکال لی۔

فرمایا۔ ایسی صورتوں میں بجز سوائے اس کے اور کچھ بات باقی نہیں رہتی ہے کہ انسان ایمان سے کام لے اور انبیاء کے کاموں کو خدا کی طرف سے سمجھے اور شعبدہ بازوں کے کاموں کو دھوکا اور فریب خیال کرے اور اس طرح سے یہ معاملہ بہت نازک ہو جاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو بڑا معجزہ عطا فرمایا ہے وہ اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم اور اصول تمدن کا ہے اور اس کی بلاغت اور فصاحت کا ہے۔ جس کا مقابلہ کوئی انسان کر نہیں سکتا۔ اور ایسا ہی معجزہ غیب کی خبروں اور پیشگوئیوں کا ہے۔ اس زمانہ کا کوئی شعبدہ بازی میں استاد ہرگز ایسا کرنے کا دعوےٰ نہیں کرتا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے نشانات کو ایک تمیز صاف عطا فرمائی ہے۔ تاکہ کسی شخص کو حیلہ حجت بازی کا نہ رہے۔ اور اس طرح خدا نے اپنے نشانات کھول کھول کر دکھائے ہیں۔ جنمیں کوئی شک و شبہ اپنا دخل نہیں پیدا کر سکتا۔ ایک شخص نے کہا کہ کوئی اعتراض کرتا تھا۔ کہ مرزا صاحب نے لیکھرام کو آپ مروا ڈالا۔ فرمایا یہ ایک بیہودہ اور جھوٹ بات ہے۔ مگر ان لوگوں کو یہ تو خیال کرنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع اور کعب کو کیوں قتل کروا دیا تھا۔

فرمایا۔ ہماری پیشگوئیاں سب اقتداری پیشگوئیاں ہیں اور یہ نشان ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں۔

فرمایا۔ لوگوں کی فصاحت اور بلاغت الفاظ کے ماتحت ہوتی ہے اور اس میں سوائے قافیہ بندی کے اور کچھ نہیں ہوتا جیسے ایک عرب نے لکھا ہے۔ کہ سافرت الی روم و انا علی جمل مأموم۔ میں روم کو روانہ ہوا اور میں ایک ایسے اونٹ پر سوار ہوا جس کا پیشاب بند تھا۔ یہ الفاظ صرف قافیہ بندی کے واسطے لائے گئے ہیں۔ یہ قرآن شریف کا اعجاز ہے۔ کہ اس میں سارے الفاظ ایسے موتی کی طرح پروئے گئے ہیں اور اپنے اپنے مقام پر رکھے گئے ہیں کہ کوئی ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ نہیں رکھا جا سکتا اور کسی کو دوسرے لفظ سے بدلا نہیں جا سکتا لیکن باوجود اس کے قافیہ بندی اور فصاحت و بلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں۔

ایک شخص نے کسی صوفی گدی نشین کی تعریف کی۔ کہ وہ آدمی بظاہر نیک معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر اس کو سمجھایا جاوے تو امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اس بات کو پا جاوے اور عرض کی کہ میرا اس کے ساتھ ایک ایسا تعلق ہے کہ اگر حضور مجھے ایک خط اس کے نام لکھ دیں تو میں لے جاؤں اور امید ہے کہ اس کو فائدہ ہو۔ فرمایا۔ آپ دو چار دن اور یہاں ٹھہریں۔ میں انتظار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خود بخود استقامت کے ساتھ کوئی بات دل میں ڈالدے تو میں اس کو لکھ دوں۔

پھر فرمایا کہ جب تک ان لوگوں کو استقامت حسن نیت کے ساتھ چند دن کی صحبت نہ حاصل ہو جاوے۔ تب تک مشکل ہے۔ چاہیئے کہ نیکی کے واسطے دل جوش مارے اور خدا کی رضاء کے حصول کے لئے دل ترسان ہو۔

اس شخص نے عرض کی کہ ان لوگوں کو اکثر یہ حجاب بھی ہوتا ہے۔ کہ شاید کسی کو معلوم ہو جاوے تو لوگ ہمارے پیچھے پڑ جاویں۔ فرمایا۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ ایسے لوگ لا الٰہ الا اللہ کے قائل نہیں ہوتے اور سچے دل پر اس کلمہ کو زبان سے نکالنے والے نہیں ہوتے۔ فرمایا جب زید و بکر کا خوف درمیان میں ہے۔ تب تک لا الٰہ الا اللہ کا نقش دل میں نہیں جم سکتا۔

فرمایا۔ یہ جو رات دن مسلمانوں کو کلمہ طیبہ کہنے کے واسطے تائید اور تاکید ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے

کہ بغیر اس کے کوئی شجاعت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب آدمی لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے۔ تو تمام انسانوں اور چیزوں اور حاکموں اور افسروں اور دشمنوں اور دوستوں کی قوت اور طاقت ہیچ ہو کر انسان صرف اللہ کو دیکھتا ہے اور اس کے سوائے سب اوس کی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں پس وہ شجاعت اور بہادری کے ساتھ کام کرتا ہے اور کوئی ڈرانے والا اوس کو ڈرا نہیں سکتا۔

فرمایا۔ فراست بھی ایک چیز ہے جیسا کہ اوس یہودی نے دیکھتے ہی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کہدیا۔ کہ میں ان میں نبوت کے نشان پاتا ہوں۔

اور ایسا ہی مباہلہ کے وقت عیسائی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ آئے۔ کیونکہ اون کے مشیر نے اون کو کہدیا تھا۔ کہ میں ایسے مونہہ دیکھتا ہوں۔ کہ اگر وہ کہیں پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے ٹل جا تو وہ ٹل جائیگا۔

فرمایا۔ اگر کسی کے باطن میں کوئی حصہ روحانیت کا ہے تو وہ مجھ کو قبول کریگا۔

فرمایا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ ایک کتاب تعلیم کی لکھوں اور مولوی محمد علی صاحب اس کا ترجمہ کریں۔ اس کتاب کے تین حصے ہوں گے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں ہمارے کیا فرائض ہیں اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے کیا کیا حقوق ہم پر ہیں اور تیسرے یہ کہ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔

فرمایا۔ زمانہ نبوت تو نوراً علیٰ نور تھا اور ایک آفتاب تھا لیکن اوس کے بعد کے اولیاؤں کے جو خوارق وکرامات بتلائے جاتے ہیں وہ اپنے ساتھ انکشاف نہیں رکھتے اور ان کی تاریخ کا صحیح پتہ نہیں لگ سکتا چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے کرامات اون کے دو سو سال بعد لکھے گئے اور علاوہ اس کے ان لوگوں کو یہ موقع مقابلہ دشمن کا نہیں ملا۔ اور نہ اون کو ایسا فتنہ درپیش آیا جیسا کہ ہم کو۔

ایسی ہی باتوں پر سیر کا وقت ختم ہوا اور روحوں کو ایک تازگی حاصل ہوئی۔

اس کے بعد میں مولوی محمد علی صاحب کی اردل میں اشتہارات انگریزی کے بند کرنے اور ان پر ایڈریس لکھنے میں مصروف ہوا حضرت اقدس پھر ظہر کیوقت تشریف لائے مگر وہی حضرت رسول کریم کی مجلس کا نمونہ کہ جس طرح کی باتیں شروع ہو گئیں ہوتی رہیں۔ ملانوں کی نفس پرستیوں اور طلاق اور حلالہ کے منحوس رسم کے متعلق گفتگو ہوتی رہی اور علمائے زمانہ پر افسوس ہوتا رہا اور مولوی برہان الدین صاحب نے ان بدیوں کے دور کرنے میں اپنے کارناموں کا تذکرہ کیا جن کو جماعت شوق سے سنتی رہی۔ اس کے بعد حضور اقدس ظہر و عصر کی نماز میں ہمارے ساتھ شامل ہوئے اور مغرب سے عشاء کے پڑھ چکنے تک باہر تشریف فرما رہے

اور مغرب کے بعد آپ نے ایک مخلص کا ایک خط سنا اور دو اخبار سنیں ایک تو سیالکوٹ کی جس میں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے اور اس کو سن کر بہت محظوظ ہوئے میں امید کرتا ہوں کہ لکھنے والے کا اجر قائم ہو گیا خصوصاً ڈاکٹر لوقا کے نقطہ پر بہت خوش ہوئے اور اس کے ڈاکٹر ہونے کے متعلق زیادہ تحقیقات کرنے کے واسطے اس عاجز کو ارشاد صادر فرمایا۔ اور دوم اخبار عام آریوں کی بدزبانی پر ایک ایڈیٹوریل ہندو ایڈیٹر کا لکھا ہوا تھا۔ غالباً یہ دونوں مضمون الحکم میں بھی نقل ہو جائیں گے اور آپ اون کو ملاحظہ فرمائیں گے ہر دو قابل پڑھنے کے ہیں۔

اسی وقت حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی ایک نظم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھی جو کہ اونہوں نے اپنے خط میں لکھی تھی اور اس کے ساتھ ایک عزیز کیواسطے دعا کے لئے التجا تھی۔ نظم کو سن کر حضرت اقدس بمعہ جماعت بہت خوش ہوئے اور حضرت نے فرمایا۔ کہ اس کو کہیں چھپوا دینا چاہیئے۔ لہذا وہ الحکم میں چھپنے کے لئے دیگئی امید ہے کہ آپ اوسے پڑھکر بہت خوش ہونگے اس کے دو تین شعر میں بھی آپ کو سنا دیتا ہوں۔

ڈنکا بجا جہان میں مسیحا کے نام کا
خادم ہے دین پاک رسول انام کا
بنتا ہے قادیان میں زر دوال احمدی
لنگر لگا ہوا ہے وہاں فیض عام کا
نور محمدی سے چمکتا ہے وہ مکان
کچھ رنگ ہی جدا ہے وہاں صبح و شام کا

عشاء کی نماز کے بعد حضور اقدس اندر تشریف لیگئے اور میں نے مولوی محمد علی صاحب کی اسسٹنس میں تھوڑی دیر اشتہاروں کا کام کر کے اونہیں کے زیر سایہ بیت السلام میں رات کاٹی۔

نماز فجر کیوقت حضرت اقدس تشریف لائے اور نماز کے بعد اندر چلے گئے اور اس کے بعد ۸ بجے کے قریب سیر کے واسطے تشریف لائے اور احباب ہمہ گوش ہو کر ساتھ ہوئے وہی رات والے مضمون ڈاکٹر لوقا کا ذکر درمیان آیا۔ میاں الہ دیا صاحب لودیانوی بھی اتفاقاً ساتھ تھے اونہوں نے بھی تصدیق کی کہ لوقا ڈاکٹر تھا مگر یہ ثابت نہیں ہوتا تھا کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں تھا۔ اس کیواسطے زیادہ تحقیقات کیلئے میاں الہ دیا کو بھی ارشاد ہوا۔ اسی پر بہت دیر تک گفتگو ہوتی چلی گئی۔ حضرت نے فرمایا عربی میں لق چھپی کو بھی کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ انگریزی میں لق چاٹنے کو کہتے ہیں۔ فرمایا چاٹنی تک نوبت پہونچگئی ہے۔ امید ہے کہ مرہم پٹی تک بھی بات نکل آوے۔ فرمایا کہ انگریزی کتابوں اور تاریخ کلیسا سے اوس کے حالات کے متعلق تحقیقات کرنی چاہیئے۔ یہ ایک نئی بات نکلی ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ یہ کچھ مشکل امر نہیں ہے اگر ہم چاہیں تو لوقا پر توجہ کریں اور اس سے سب حال دریافت کریں مگر ہماری طبیعت اس امر سے کراہیت کرتی ہے کہ ہم اللہ کے سوائے کسی اور کیطرف توجہ کریں۔ خدا تعالیٰ آپ ہمارے سب کام بناتا ہے پھر فرمایا کہ یہ لوگ جو کشف قبور کے مدعی ہیں یہ سب جھوٹ اور لغو اور بیہودہ باتیں ہیں اور ہم نے سنا ہے کہ اسطرف ایک شخص پھرتا ہے اور اوس کو بڑا دعویٰ کشف قبور کا ہے اگر اس کا علم سچا ہے۔ تو چاہیئے کہ وہ ہمارے پاس آئے اور ہم اس کو ایسی قبروں پر لے جائینگے جن سے ہم خوب واقف ہیں۔ مگر یہ سب بیہودہ باتیں ہیں اور ان کے پیچھے پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔ سعید آدمی کو چاہیئے۔ کہ ایسے خیالات میں اپنے اوقات کو خراب نہ کرے۔ اور اس طریق کو اختیار کرے جو اللہ اور اس کے رسول اور اوس کے صحابہ نے اختیار کیا

اس کے بعد صاحبزادہ سراج الحق صاحب نے ایک اشتہار پڑھا جو کہ اون کے بھائی صاحب نے اپنے سلسلہ کے عرس کیواسطے مریدوں کو دیا ہے۔ اس میں ہر قسم کے کھانوں اور ہر قسم کے کھیل تماشوں اور ہر قسم رنگین اور آتشبازیوں کا نقشہ بڑی مقفی عبارت میں اور رنگین فقروں میں کھچا ہوا تھا۔ اسپر گدی نشینوں کے حالات پر افسوس ہوتا رہا اور مولوی برہان الدین صاحب نے اپنے مشاہدہ کی چند گدیوں اور ان کی مجلسوں کا نقشہ کھینچکر احباب کو خوش کیا چونکہ اس میں سرود سے حظ اوٹھانے اور پیسے کا ذکر تھا اسپر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ انسان میں ایک ملکہ استلذاذ کا ہوتا ہے۔ کہ وہ سرود سے حظ اوٹھاتا ہے اور اس کے نفس کو دھوکہ لگتا ہے۔ کہ میں

اس مضمون سے سروکار ہاہون مگر دریہ اصل نفس کو صرف حفظ درکار ہوتا ہے خواہ اس مین شیطان کی تعریف ہو یا خدا کی جب جو لوگ اس مین گرفتار ہو کر فنا ہو جاتے ہین تو ان کے واسطے شیطان کی تعریف یا خدا کی سب برابر ہو جاتے ہین۔

اسپر آج کا سیر ختم ہوا لیکن کل کے سیر مین سے ایک بات رہگئی تھی جسکو اب مین عرض کرنا چاہتا ہون اور وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ابھی ہمارے مخالفوں مین سے بہت سے ایسے آدمی بھی ہین جن کا ہماری جماعت مین داخل ہونا مقدر ہے۔ وہ مخالفت کرتے ہین پر فرشتے ان کو دیکھ کر ہنستے ہین کہ تم بالآخر اہی لوگون مین شامل ہو جاؤ گے وہ ہماری مخفی جماعت ہے۔ جو کہ ہمارے ساتھ ایک دن ملجائیگی۔

پھر کھانے کیوقت حضور اقدس تشریف لائے اور بعد کھانے کے بعد حضور اقدس ؑ نے ایک تقریر فرمائی جو دلون کے واسطے نور اور ہدایت کے حاصل کرنے کا موجب ہوئی جو کچھ اس مین سے مین ضبط رکھہ سکا وہ آپکو سناتا ہون۔ آپ توجہ سے سنین اس زمانہ کے فتنہ و فساد کا ذکر تھا۔ فرمایا۔

ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے اس کے دور کرنے مین کچھ حصہ لیجاوے بڑی عبادت یہی ہے کہ اس فتنہ کے دور کرنے مین ہر ایک حصہ لے اسوقت جو بدیان اور گستاخیان پھیلی ہوئی ہین چاہیئے کہ اپنی تقریر اور علم کے ساتھہ اور ہر ایک قوت کے ساتھہ جو اوسکو دی گئی ہے۔ مخلصانہ کوشش کے ساتھہ ان باتون کو دنیا سے اٹھاوے اگر اسی دنیا مین کسی کو آرام اور لذت مل گئی تو کیا فائدہ اگر دنیا مین ہی اجر پالیا تو کیا حاصل۔ عقبےٰ کا ثواب لو جس کی انتہا نہین ہر ایک کو خدا کی توحید و تفرید کے لئے ایسا جوش ہونا چاہیئے جیسا خود خدا کو اپنی توحید کا جوش ہے غور کرو کہ دنیا مین اس طرح کا مظلوم کہان ملیگا۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہین کوئی گند اور گالی اور دشنام نہین جو آپ کیطرف نہ پھینکی گئی ہو۔ کیا یہ وقت ہے کہ مسلمان خاموش ہو کر بیٹھ رہین اگر اس وقت مین کوئی کھڑا نہین ہوتا اور حق کی گواہی دے کر جھوٹے کو منہہ کو بند نہین کرتا اور جائز رکھتا ہے کہ کافر بے حیائی سے ہمارے نبی پر اتہام لگائے جائے اور لوگون کو گمراہ کرتا جائے تو یاد رکھو کہ وہ بے شک بڑی بازپرس کے نیچے ہے۔ چاہیئے کہ جو کچھ علم اور واقفیت تم کو حاصل ہے۔ وہ اس راہ مین خرچ کرو۔ اور لوگون کو اس مصیبت سے بچاؤ۔ حدیث سے ثابت ہے۔ کہ اگر تم دجال کو نہ مارو تب بھی وہ تو مر ہی جائیگا۔ شعر مشہور ہے۔ ہر کمالے را زوالے

تیرہوین صدی سے یہ آفتین شروع ہوئین اور اب وقت قریب ہے۔ کہ اس کا خاتمہ ہو جاوے ہر ایک کا فرض ہے کہ جہان تک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور اور روشنی لوگون کو دکھائے۔

خدا کے نزدیک ولی اللہ اور صاحب برکات وہی ہے جسکو یہ جوش حاصل ہو جائے۔ خدا چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ نماز مین جو سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا جاتا ہے وہ بھی خدا کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنا ہے خدا کی ایسی عظمت ہو کہ اس کی نظیر نہ ہو۔ نماز مین تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے بھی یہ ملالت ظاہر ہوتی ہے کہ خدا نے ترغیب دی ہے کہ طبعاً جوش کے ساتھہ اپنے کامون سے اور اپنی کوششون سے دکھاوے کہ اس کی عظمت کے برخلاف کوئی شے مجھہ پر غالب نہین آسکتی۔ یہ بڑی عبادت ہے جو اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہین وہی موید کہلاتے ہین اور وہی برکتین پاتے ہین جو خدا کی عظمت اور جلال اور تقدیس کے واسطے جوش نہین رکھتے اون کی نمازین جھوٹی ہین اور ان کے سجدے بیکار ہین جب تک خدا کیلئے جوش نہ ہو یہ سجدے صرف منتر جنتر ٹھہرینگے جن کے ذریعہ سے یہ بہشت کو لینا چاہتا ہے۔ یاد رکھو کوئی جسمانی بات جس کے ساتھہ ذریعہ سے یہ بہشت کو لینا چاہتا ہے یاد رکھو کوئی جسمانی بات جس کے ساتھہ کیفیت نہ ہو۔ فائدہ مند نہین ہو سکتی۔ جیسا کہ خدا کو قربانی کے گوشت نہین پہونچتے ایسے تمہارے رکوع اور سجود بھی نہین پہونچتے جب تک ان کے ساتھہ کیفیت نہ ہو۔ خدا کیفیت کو چاہتا ہے۔ خدا اون سے محبت کرتا ہے جو اس کی عزت اور عظمت کیلئے جوش رکھتے ہین۔ جو لوگ ایسا کرتے ہین۔ وہ ایک باریک راہ سے جاتے ہین۔ اور کوئی دوسرا اون کے ساتھہ نہین جا سکتا جب تک کیفیت نہ ہو۔ انسان ترقی نہین کر سکتا گویا خدا نے قسم کھائی ہے کہ جب تک اوس کے لئے جوش نہ ہو۔ کوئی لذت نہین دیگا ہر ایک آدمی کے ساتھہ ایک تمنا ہوتی ہے۔ پر مومن نہین بن سکتا جب تک ساری تمناؤن پر خدا کی عظمت کو مقدم نہ کرے ولی قریب اور دوست کو کہتے ہین جو دوست چاہتا ہے وہی یہ چاہتا ہے تب یہ ولی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔

چاہیئے کہ یہ خدا کے لئے جوش رکھے۔ پھر یہ اپنے ابنائے جنس سے بڑھ جائیگا۔ خدا کے مقرب لوگون مین جو بنجائیگا۔ مردون کیطرح نہین ہونا چاہیئے۔ کہ جو

کے منہہ مین ایک شے ایک طرف سے ڈالی جاتی ہے تو دوسری طرف سے نکل آتی ہے اسی طرح شقاوت کے وقت کوئی چیز اچھی ہو اندر نہین جاتی یاد رکھو کہ کوئی عبادت اور صدقہ قبول نہین جب تک کہ خدا تعالےٰ کیلئے جوش نہ ہو ذاتی جوش نہ ہو جس کے ساتھہ کوئی ملونی ذاتی فوائد اور منافع کی نہ ہو ایسا ہو کہ خود بھی بتا نہ سکے کہ یہ جوش میرے مین کیون ہے بہت ضرورت ہے کہ ایسے لوگ بکثرت پیدا ہون۔ مگر سوائے خدا کے ارادہ کے کچھہ ہو نہین سکتا اور جو لوگ اس طرح دینی خدمات مین مصروف ہوئے ہین وہ یاد رکھین۔ کہ وہ خدا پر کوئی احسان نہین کرتے جیسا کہ ہر ایک فصل کے کٹنے کا وقت آجاتا ہے۔ ایسا ہی مفاسد کے دور کرنے کا اب وقت آگیا ہے۔ تثلیث پرستی حد کو پہونچگئی ہے صادق کی توہین و گستاخی انتہا تک کی گئی ہے رسول اللہ کا قدر کبھی اور زنبور جتنا نہین کیا گیا زنبور سے بھی آدمی ڈرتا ہے اور چیونٹی سے بھی اندیشہ کرتا ہے مگر حضرت رسول کریم کو برا کہنے مین کوئی نہین جھجکا کذبوا بآیتنا کے مصداق ہو رہے ہین جتنا منہہ ان کا کھل سکتا ہے انہون نے کھولا اور منہہ پھاڑ پھاڑ کر سب و شتم کیے اب وہ وقت واقعی آگیا ہے کہ خدا انکا تدارک کرے ایسے وقت مین وہ ہمیشہ ایک آدمی کو پیدا کیا کرتا ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ وہ ایسے آدمی کو پیدا کرتا ہے جو اس کے عظمت و جلال کیلئے بہت ہی جوش رکھتا ہو باطنی مدد کا اس آدمی کو سہارا ہوتا ہے دراصل سب کچھہ خدا تعالیٰ آپ کرتا ہے۔ مگر اس کا پیدا کرنا صرف ایک سنتہ کا پورا کرنا ہوتا ہے۔ اب وقت آگیا ہے خدا نے عیسائیون کو قرآن کریم مین نصیحت کی تھی کہ اپنے دین مین غلو نہ کرین پر انہون نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا اور پہلے وہ صرف ضالین تھے پر اب مضلین بھی بن گئے خدا کے صحف قدرت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب بات حد سے گذر جاتی ہے تو آسمان پر طیاری کی جاتی ہے یہی اس کا نشان ہے کہ یہ طیاری کا وقت آگیا ہے یہی رسول مجدد کی بڑی نشانی ہے کہ وہ وقت پر آوے ضرورت کیوقت آوے لوگ قسم کھا کر کہین کہ کیا یہ وقت نہین کہ آسمان پر کوئی طیاری ہو۔ مگر یاد رکھو کہ خدا سب کچھہ آپ کرتا ہے ہم اور ہماری جماعت اگر سب کے سب حجرون مین بیٹھہ جاوین تب بھی کام ہو جاویگا اور دجال کو زوال آویگا۔ تلک الایام نداولھا اس کا کمال بتاتا ہے کہ اب اس کے زوال کا وقت ہے اس کا ارتفاع ظاہر کرتا ہے کہ اب یہ نیچا دیکھیگا۔ اس کی آبادی اس کی بربادی کا نشان ہے ان ٹھنڈی ہوا چل پڑی ہے۔ خدا کے کام آہستگی کے ساتھہ ہوتے ہین۔

اگر ہمارے پاس کوئی دلیل بھی نہ ہوتی۔ تو بھی یہ سلسلہ

صاحبزادہ سراج الحق صاحب نے ایک لطیفہ سنایا۔ کہ مین وحدت وجود کے مسئلہ کا قائل تھا۔ اور شہودیون کا سخت مخالف۔ جب مین پہلے پہلے حضرت اقدس مرزا صاحب کی خدمت مین پہونچا تو مین نے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹوریل

افکار ابکار

(نوشتہ اکمل آف گولیکی)

ایک صوفی بزرگ نے اذا الموءدة سئلت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ افکار ابکار بھی اس میں داخل ہیں۔ ہر ایک مومن کو حسب استعداد فطری تنہائی میں کوئی نہ کوئی نکتہ سوجھتا ہے پس اگر وہ اسے ضائع کر دے تو بای ذنب قتلت کا جوابدہ وہی ہوگا۔ اس لحاظ سے جو کچھ دل میں کبھی آیا اوس کا اظہار ضروری ہے۔ دنیا میں سب لوگ مسافر ہیں وہ اللہ کیطرف سے آئے اور اوسی کیطرف جارہے ہیں۔ منہ المبدء والیہ المعاد۔ ہر ایک انسان آخرت کی طرف طوعاً و کرہاً حرکت کر رہا ہے گو یہ حرکت نہ معلوم ہو۔ جیسے زمین کی حرکت مگر آثار سے ظاہر ہے کہ ایسا ضرور ہو رہا ہے۔ اس سفر کے لئے لوگوں نے اپنے اپنے مذاق یا حالات کے مطابق رستے اختیار کر لئے۔ بس انہیں مذاہب کہئے۔ مگر ان سب میں سے باآرام وہ ہیں اور رہیں گے اور وہی جلد منزل مقصود کو پہونچیں گے۔ جنہوں نے سیدھی راہ ہاں وہ شاہراہ اختیار کی جسمیں کوئی خطر نہیں اور جو خاص سرکاری انتظام سے بنوائی گئی ہے۔ بس اسی سیدھی صاف اور کھلی راہ کا نام "سچا مذہب ہے"۔ اس راہ میں میلوں کے نشان لگے ہیں دم لینے کے لئے سایہ دار درخت اور پانی پینے کے لئے کنوئیں موجود۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اوٹھائیں۔ روشنی کے لئے لالٹینیں بھی ہیں ہم دوسرے لفظوں میں اونہیں انبیاء خلفاء اللہ اولیاء اللہ اور ان کے نشانات کہہ سکتے ہیں۔ وہ ہمیں پتہ دیتے ہیں کہ واقعی ہم سیدھی شاہراہ پر چل رہے ہیں اور یہ بھی معلوم کر سکتے ہیں کہ اب تک کتنا سفر کر چکے ہیں۔ اور اب ہم کس مقام پر ہیں۔ قرآن شریف کی ایک ایک آیت بمنزلہ اس نشان کے ہے جو سڑک پر آجکل لگے ہوتے ہیں۔ ہم ان سے اپنے سفر اور اپنی حالتوں کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ہم کہاں ہیں اور کدہر جا رہے ہیں اور کہاں تک آئے ہیں اور کتنا سفر باقی ہے۔ پھر جیسے عام رستوں میں ڈاکے پڑتے ہیں۔ ایسا ہی ذریت شیطانی اس منزل ہستی کے مسافروں پر حملے کرتی ہے اور انہیں رستہ بہلا کر کسی جنگل میں مار دینے کی فکر میں ہے ہوشیار وہ جو اس کے قابو میں نہ آئیں۔ اور سیدہے اپنی راہ پر چلے جاویں۔ رات کے وقت کئی مسافروں کو غیبی آوازیں آتی ہیں اور بعض کچھ دیکھ بھی لیتے ہیں جنہیں جن یا بہوت سے تعبیر کرتے ہیں۔ گو وہ ان کے خیالات ہی کی مجسم تصویر ہو یا کسی چور یا ڈاکو کی کارستانی ہو۔ ایسا ہی بعض شاہراہ سے الگ ہو کر چلنے والوں کو غیبی آوازیں آتی اور کشوف ہوتے ہیں۔ مگر وہ متنبہ رہیں کہ یہ شیطانی دہوکے ہیں شیطان انہیں صراط مستقیم سے ہٹا کر بادیۂ ضلالت میں ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ پھر جیسے دنیا میں مسافروں کی چال اور ذریعۂ سفر میں فرق ہے ایسے ہی اس روحانی سڑک کا حال ہے۔ کوئی ریل پر کوئی موٹر کار پر کوئی بگھی پر کوئی گھوڑے پر۔ کوئی پاپیادہ کوئی لنگڑاتے ہوئے کوئی کسی کے کندھوں پر سب اپنے اپنے وقت پر منزل مقصود تک پہونچ جائیں گے۔ انہی مسافروں سے وہ حضرات بھی ہیں۔ جو ایک جگہ پر بیٹھ جاتے ہیں اور کاہلی و سستی سے آنکھیں بند کر کے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم وہاں پہونچ گئے اور اسی خیال میں سرمست ہیں۔ حالانکہ ایک قدم بھی آگے نہیں چلے۔ ناظرین سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ میرا اشارہ ان آجکل کے فقراء کیطرف ہے جو کپڑا اوپر اوڑھ کر زانوؤں میں سر دے کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور پھر سمجھتے ہیں۔ کہ آج ہم عرش تک پہونچ گئے۔ آج ہماری منزل فلاں مقام پر ہے آج فلاں پر۔ حالانکہ ان کی عملی حالت یہ بتاتی ہے۔ کہ وہ ایک انچ بھی آگے نہیں سرکے۔ کوئی کہتا ہے میں فنا فی الرسول کی منزل پر ہوں کوئی دعوے کرتا ہے۔ کہ میں فنا فی اللہ میں ہوں۔ لیکن بدعات میں گرفتاری اور دنیا پرستی صاف بتلاتی ہے۔ کہ وہ کولہو کے بیل کیطرح ایک ہی دائرہ میں گردش کر رہے ہیں۔

پل صراط کیا ہے

یہی مذہب جو خدا کیطرف سے ہے اور جسے صراط مستقیم کہہ سکتے ہیں۔ آخرت میں متمثل ہو کر پلصراط بن جائے گا اس کے بال سے باریک ہونے میں یہ اشارہ ہے۔ کہ بڑا نازک مقام ہے۔ اگر ذرا بھی ادہر ادہر توجہ کی۔ تو فوراً ہاویہ میں گر پڑو گے۔ بازیگر کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ پاؤں سے سینگ باندھ کر رسے پر کس خوبی سے چلتا ہے۔ اس کے نہ گرنے کا راز کیا ہے۔ وہ سر کو نہیں ہلاتا۔ اس کی آنکھیں ایک خاص نشان پر لگی رہتی ہیں کبھی دوسرے کیطرف نہیں دیکھتا۔ اسی طرح پر مومن مسلم دنیا میں اسی حبل اللہ کے ذریعہ سے سفر کرتا ہے۔ اگر وہ لغزش سے نیچے گر جانے سے بچنا چاہتا ہے۔ تو اوسے چاہیئے۔ کہ سر کو عبودیت الٰہی سے نہ ہٹائے۔ نفسانی ہوا کے تھپیڑے اور خود اوس کی اپنی کمزوری اسے ادہر ادہر حرکت دے اور وہ خود بھی اپنا مرکز قائم کرنے کے لئے ایسا کرے۔ مگر وہ اپنے سر تسلیم کو اپنی آنکھوں کو نہ ہلائے نہ ہٹائے۔ غالباً اسی حالت کا نام ہے وماذاغ البصر وما طغی۔ جب انسان کا مقصود اوس کا مطلوب اس کا محبوب ایک ہو جاتا ہے۔ تو پھر وہ نہیں گرتا۔

خودپسندی سبب حیات

میں یہ خیال کسی پچھلے پرچہ میں ظاہر کر چکا ہوں۔ کہ ہر ایک قوت جو خدا تعالے نے انسان کو دی ہے۔ حد مناسب تک اس کا استعمال برا نہیں۔ اور ہر ایک ایسی طاقت میں جو بظاہر بری بھی سمجھی جاتی ہو۔ کوئی نہ کوئی صفت ضرور ہے۔ خودپسندی کو بہت مکروہ خیال کیا جاتا ہے۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ اگر انسان میں بات نہ ہوتی تو وہ کبھی کا غم سے ہلاک ہو گیا ہوتا۔ ہر ایک شخص اپنے تئیں خوبصورت خیال کرتا ہے۔ اپنی رائے کو ایک خاص وقعت دیتا ہے اور اسے ایک وقت تک صحیح سمجھتا ہے۔ اگر یہ مادہ نہ ہو اور ایک بدصورت انسان اپنی بہونڈی شکل کا کماحقہ احساس کر سکے تو وہ اس غم سے ہلاک ہو جائے یہ دیکھ کر اللہ تعالے کی حکمت بالغہ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ خودپسندی کو حد اعتدال تک استعمال کرنے کا نام ہم خودداری یا سیلف ریسپکٹ رکھیں گے۔ جو ہر مومن میں ہونی چاہیئے۔

یہ حسن کیا چیز ہے

دنیا میں جنگوں نے بھی بہت خون کرائے ہوں گے۔ مگر اس حسن کے خیال نے بھی کم خونریزی نہیں کی۔ میں پوچھتا ہوں

کہ ظاہری حسن پر مرنیوالے "حسن" کس کو سمجھتے ہین ایک تو ہمارے شاعرون کا معشوق ہے جسکی شکل اشعار کے لحاظ سے ایک زندہ دل نے بنائی تہی ۔ تو وہ ایک بہوت نظر آتا تہا اور واقعی جس کے چہرے پر بجائے آبرون کے دو خنجر ہون سنہ اور کر مُدار دہو اور بال پاؤن سے بہی نیچے گرتے ہے ۔ اسے ڈائن نہ کہین ۔ تو اور کیا کہین پھر حسن کا معیار بہی کوئی نہین ۔ ایک جگہ اگر سفید دانت خوبصورتی کی علامت ہین ۔ تو دوسرے مقام پر انہین خوبصورتی کے لیئے سیاہ کیا جاتا ہے کہین گورا رنگ دلربا ہے ۔ تو دوسری جگہ سیاہ مسرت افزا ہے ایک حبشی کے مذاق کے موافق موٹے ہونٹ ہی حسن کی رُوح ہین ۔ غرض ہر ایک کا قبلہ حسن جدا ہے جسے کہا جاسکتا ہے ۔ کہ جس حسن پر لوگ مرتے ہین وہ ایک وہمی چیز ہے ۔ کیون نہ اس محبوب لم یزلی سے دل لگایا جائے جسکا حسن بے مثال اور لازوال ہے ۔

وجعلوا القرآن عضین

قرآن مجید کو ٹکڑے ٹکڑے کردینا ایک مطلب تو یہ ہے ۔ کہ لیس کمثلہ شئ پر ایمان رکھتے ہوئے ساتھ ہی یہ بہی مانا جائے ۔ کہ کوئی انسان بہی ایک حالت پر لایزال ولایحول ۔ زندہ آسمان پر موجود کہ وہ عالم الغیب ہے ۔ اور مردون کو زندہ کرنے والا ۔ دوم یہ جو مین نے ایک کتب فروشی کی دوکان پر چند گھنٹے بیٹھ کر دیکہا یا سنا ۔ ایک شخص آیا ۔ جو ملّان تہا اس نے بغل سے ایک قرآن نکالا اور اوس کی قیمت پر جھگڑا شروع کیا ۔ یہ ایک معمولی بات تہی ۔ آخری مشتری کے مونہہ سے نکلا ۔ اجی یہ ہے ہی تو اسقاطی قرآن یہ فقرہ سُن کر مین چونکا ۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ لوگ اسقاط کرانے کے لیئے اسی دکان سے قرآن مجید لے جاتے ہین ۔ اور پھر ملّان لوگ اکرا سے نصف یا تہائی قیمت پر فروخت کر جاتے ہین اور ایسے قرآنون کا نام اسقاطی قرآن ہے ۔ مسلمانون کی اس گری ہوئی حالت کو دیکھ کر مین دیر تک سر بزانو رہا ۔ کہ پہلے اسقاط کو دیکھو جو سراسر دہوکہ ہے اور دہوکہ بہی کس سے اس علیم بذات الصدور سے ۔ پھر یہ قرآن کی فروخت کا حال دیکھو ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قوم کا مذاق

پھر مینے کئی گھنٹے قوم کا مذاق دریافت کرنے کے لیئے دیکھا کہ کس قسم کی کتابین خریدتے ہین ۔ بس ایک آیا ۔ تو اوس نے کہا ۔ مجھے جم جم شاہ کا قصہ چاہیئے ۔ دوسرا آیا ۔ تو کہا کہ مجھے سوہنی مہینوال دے دو ۔ تیسرا آیا تو کہا کہ بڈہی مائی کی مدح چاہیئے غرض پیر پرستی اور بے ہودہ قصون اور کہانیون کی مانگ تہی ۔ صرف دن بہر مین دو شخصون نے قرآن کا سودا کیا ۔ وہ بہی اسقاط کرانے کے لیئے ۔ مسلمانون کی الٹی چال پر رہ رہ کے افسوس آتا ہے جو کسی کا ملازم ہو ۔ اور اس کی بیٹی کو اغوا کر کے بجائے یا لے جانا چاہیئے یا برات آچکی ہو اور دلہن کو نکال لینے کا مرتکب ہو تو وہ چھٹا ہوا بدمعاش اور شہدا سمجھا جاتا ہے ۔ مگر ہم مین سے وہ ہین جو ایسے لوگون کو ولی مانتے اون کی قبرون پر ستے چڑہاتے دہ؟) اور اونہین مائی (مانؔ) کے لقب سے یاد کرتے ہین ۔ ع

ایک ہی رونا نہین جو خون رلوائے مجھے

گناہ موجب نجات

اللہ تعالے فرماتا ہے ۔ ثم ننجی الذین اتقوا ۔ نجات کی شرط تقویٰ ہے ۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے ۔ پر جو عنوان مین نے لکہا ہے یہ بہی میری تشریح کے مطابق انبیاء کی ذات کو مستثنیٰ کر کے غلط نہین ۔ اگر گناہ نہ ہوتا ۔ تو دعاؤن مین یہ سوز یہ تڑپ یہ گداز پیدا ہوہی نہ سکتا ۔ ہر ایک مومن اپنے نفس کی حالت پر غور کر کے کہہ سکتا ہے ۔ کہ جب کوئی گناہ ہو جاتا ہے اور پہر اس پر نادم ہو کر انسان اپنے مولا کریم سے معافی مانگتا ہے ۔ تو اس مین کیا لذت آتی ہے کیسی انابت حاصل ہوتی ہے کیا تبتل تام ملتا ہے ۔

دل من داند و من دانم واند دل من ۔

اگر گناہ نہ ہوتا ۔ تو انسان متکبر ہو جاتا ۔ تضرع وانکسار اس مین پیدا نہ ہوتا جو ایمان کی رُوح ہے نہ استغفار کی تحریک ہوتی ۔ اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے ۔ کہ گناہ ہی موجب نجات ہے ۔

مُومن کون ہے

یون تو جس کلمہ گو سے ملو وہ کہنے کو تیار ہے ۔ مین مومن ہون ۔ مین مسلم ہون ۔ مگر دیکھنا یہ ہے ۔ کہ خدا کی کتاب کس کو مومن ٹہراتی ہے فرماتا ہے ۔ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم واذا تلیت علیہم ایاتہ زادتہم ایماناً وعلی ربہم یتوکلون الذین یقیمون الصلوۃ ومما رزقنٰہم ینفقون ۔ یعنی زبانی جمع خرچ کرنیوالوں کو مومن نہین کہا جائیگا جیسے گورنمنٹ انگلشیہ کے ملک مین رہو کر کوئی حضور ملک معظم کو تو مانے مگر نہ مالگذاری ادا کرے اور نہ قوانین حکومت کی پروا کرے نہ اس کے مقرر کردہ نائبون کی مانے تو اسے باغی کہا جائیگا ۔ اور اس حیلہ سے معذور سمجھا جائیگا کہ مین ملک معظم کو مانتا ہون بلکہ اگر معمولی گوشمالی سے وہ سیدہا نہ ہو ۔ تو آخر ملک بدر کیا جائیگا ۔ اسی طرح کلمہ پڑہنے سے محمدی روحانی گورنمنٹ مین داخل تو ہو گئے لیکن اگر اس کے قوانین کی خلاف ورزی ہوگی تو ضرور باز پرس کیجائیگی ۔ پہر اوس کے خلفاء کی روحانی حکومت کا جوا اپنے کندہون پر نہ لیگا تو بہی سرکش ہی سمجھا جائیگا اگر اسکی مخالفت کریگا تو پہر ہلاک ہوگا یا کم از کم اس روحانی مبارک کشور سے نکال دیا جائیگا ۔

منافق کون ہے

مسلمانون مین قرآن پڑہنے والون کی بہی کئی قسمین ہین ایک تو وہ حضرات ہین ۔ جنہون نے ایک پارہ یا ایک منزل روز پڑہنے کی قسم کہائی ہوتی ہے اور ان کا فخر اسی بات پر ہوتا ہے ۔ کہ دیکہو ہم آتنی جلدی اتنا قرآن شریف پڑہ لیا ایک وہ جو کسی خاص دنیوی غرض سے پڑہتے ہین چنانچہ اس مطلب کے لئے خاص سورتین منتخب کر رکہی ہین ایک وہ بہی ہین جو عمر بہر مسلمان کہلاتے ہے مگر قرآن شریف اگر اٹہایا ہے تو قسم کے لیئے رکہتے ہے تو نیچے سے سوئی گذار نے کے لئے کہولا ہے تو فال ڈالنے کیلئے ۔ کسی کو دیا ہے تو اسقاط کیلئے ۔ ایک وہ جو قرآن مجید پڑہتے ہین اور پہر بامعنی پڑہتے ہین مگر جب کسی کافر یا منافق کا ذکر آیا تو اس کا مصداق عرب کے رہنے والے مشرکین یا یہود ونصاریٰ کو سمجھ لیا ۔ پہر ایک خدا کے وہ پاک بندے بہی ہین ۔ جو ہر آیۃ کو پڑہتے ہوئے تدبر کرتے ہین اور سوچتے ہین کہ کہین ہم ہی تو اس کا مصداق نہین ۔ سورہ توبہ مین ایک آیۃ ہے ۔ ولا یاتون الصلوۃ الا وھم کسالی ۔ ولا ینفقون الا وھم کارھون ۔ دوسری جگہ فرمایا ۔ واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا ۔ یعنی بعض لوگ ایسے بہی ہین جو اس بات کا علم رکہتے ہوئے کہ نماز کا وقت ہوگیا دیدہ ودانستہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

احباب و اخوان احمدیہ کی خدمت میں

ایک عرض

(از حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مین ایک رات اپنی عمر اور بہت بڑی عمر جو عمر امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آخری حد پر پہونچنے کو ہے۔ سوچتے سوچتے بہت گھبرایا کہ کیا کیا۔ بعد الموت نتائج پر غور کرتا ہوا التحیات کے اسرار کی طرف جھکتا جھکتا مثنوی کے طوطے والی کہانی کی طرف جا پہونچا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ایک طوطے نے اپنے تاجر کو کہا کہ ہند کے طوطیون کو میرا سلام پہنچا دینا تو منشا یہ تھا کہ کس طرح مین اس قید سے نجات پاؤن۔ تو ان طوطیون نے کہا کہ جب تک تو ایک قسم کی موت اپنے اوپر نہ لاوے تو نجات محال ہے۔

مین طوطیان الٰہی ارواح شہداء اللہ کی طرف جو جوف طیر خضر مین عرش سے متعلق مین انتقال کر گیا اور السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ اور السلام علینا و علے عباد اللہ الصالحین پر تدبر کرتے کرتے جوش کے ساتھ جناب الٰہی کو تاجر بنایا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

ان اللّٰہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے مومنون سے ان کی جانین اور اموال خرید لئے ہین اور اس کے بدلہ مین ان کو جنت دینے کا وعدہ دیا پس اسی لئے ہر ایک مومن کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی جان اور مال کو بجز پروانگی الٰہی کے خرچ نہ کیا کرے کیونکہ اس نے تو اپنی جان اور مال کو خدا کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔ اس آیۃ کریمہ مین اللہ تعالےٰ نے اپنا نام مشتری تاجر رکھا ہے۔ اس سلسلہ مین یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و برکات و سلام پڑھنے شروع کئے۔ آخر اس شغل کے بعد مجھے خیال پیدا ہوا۔ کہ مین اپنے اصحاب بناؤن گے نسبح اللہ کثیرا و نذکرہ کثیرا۔ اور ان کے لئے کوئی امتیازی نشان قائم کرون۔ والحمد للہ کہ شرک و بدعت سے متنفر اور لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر ایمان لانے والون مین سچے اور پکے سنت جماعت فرقہ احمدیہ جو سنت متوارثہ پر عمل کرکے سنی اور امام کے ماتحت ہو کر جماعت ہین۔ ان مین سے یہ حسن ظن۔ استقلال مرنج و مرنجان حالت والے دعاؤن کے قائل لوگون کو بقدر اپنے فہم و محدود معاملہ کے دوست بنایا اس مین چند اغراض تھے۔ اول کم سے کم یہ میرے لئے میرے ایمان کے شہداء اللہ فی الارض ہون کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ صالحین جسکی نسبت اچھی گواہی دین وہ جنتی ہوتا ہے اور جسکی نسبت بری گواہی دین وہ ناری اور دوزخی ہوتا ہے۔ ان شہداء اللہ فی الارض کی شہادت سے مین انشاء اللہ امنٹ مامنٹ من اللّٰہ۔ دوم۔ اس سبیل جبل سے باہم تعاون علی البر والتقوی کے مصداق بنجاوین اور یار اور انصار ہون۔

سوم۔ بعض ایسے خاص فضل الٰہی ہوتے ہین جو بغیر اتفاق اور اتحاد اور جماعت کے نہین ملتے اسباب کو مین نے مدنظر رکھ کر ایک مجمع احباب بنایا ہے تاکہ باہمی دوستانہ تعلقات سے کوئی فیضان الٰہی خاص طور پر نازل ہو جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے اور ہمین خادم اسلام و مسلمین کرے۔

چہارم۔ حدیث شریف مین آیا ہے۔ کہ قیامت کے دن سبعۃ یظلہم اللّٰہ یوم لا ظل الا ظلہ۔ سات قسم کے لوگ ہونگے۔ جو اللہ تعالےٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہون گے۔ منجملہ ان کے وہ ایسے آدمی بھی ہون گے۔ جو اللہ ہی کے لئے محبت کا رشتہ باندھتے ہین۔ جب وہ ملتے ہین۔ تو اسی پر ملتے ہین اور جب الگ ہوتے ہین۔ تو اسی محبت الٰہیہ پر الگ ہوتے ہین سو مین نے چاہا کہ متحابین فی اللہ والے لوگون مین شامل ہو کر ہم سایہ عرش عظیم کے نیچے آسودگی حاصل کرین عرش کا سایہ اس جہان اور اس جہان۔ دنیا و آخرت ہر دو جگہ مین ظہور پا سکتا ہے۔

پنجم۔ کوئی تدبیر ایسی نکل آوے کہ عربی زبان بالعموم خصوصا احمدیون مین اور عام طور سے تمام مسلمانون مین رائج ہو جاوے۔ کیونکہ صرف یہی ذریعہ ہے جس سے تمام دنیا کے مسلمان خواہ وہ کسی ملک کے باشندے ہون باہم سلسلہ اتحاد اور اتفاق کو ترقی دے سکتے ہین۔ دوسرے صرف عربی پر ہی فہم قرآنی اور احادیث رسول ربانی منحصر ہے اس پر کسی خاص صورت مین ملکہ پیدا ہو جاوے۔ جس طرح جسمانی لوگون نے سکۃ الحدید کے ذریعہ طی الارض کیا ہے اور وہ مانحن لہ الا بقدر معلوم سے صاف واضح ہوتا ہے۔

ششم۔ جہان احباب احمدیہ مین باہمی رنج و کدورت ہو یہ احباب صلح کا موجب ہون۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واصلحوا ذات بینکم اور اصلحوا بین اخویکم والصلح خیر۔

ہفتم۔ ہر عسر و یسر مین باہمی مشورون اور دعاؤن سے کام لین۔ مگر مسلمانون کی کاہلی ہے کہ اب تک قادیان کے احباب نے بھی ان امور مین کسی قدر کسل سے کام لیا ہے اور دور والون پر کیا شکایت ہو سکتی ہے جو اعتراض مجھ پر ہوتے ہین ان کے جوابات کی نقل جہان جہان بھیجی گئی تھی ان مین سے صرف سیالکوٹ اور پشاور نے ہی اپنے مفید مشورہ سے امداد دی ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ لاہور سے کوئی جواب نہین آیا۔

اس کے علاوہ مین نے دور دور کے اہل الرای کو خطوط لکھے ہین۔ کہ کس طرح عربی تعلیم اور ارشاد کیا معنے وعظ کرنے اور تقریر و تحریر کرنے مین ترقی حاصل کر سکتے ہین۔ اسکندریہ اور مصر تک خط بھیجے ہین کہ ایسے پاک مشورون سے کوئی کام نکل آوے۔ نیز کوشش کی جاوے کہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ جن مین تائید اسلام کی جاوے اور ان اعتراضون کا جواب دیا جاوے۔ جو جماعت پر غیر مذاہب کی طرف سے کئے جاتے ہین اور جس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض سے کسی قدر سبکدوش ہون۔ اور سوء ظن کے آفات سے احباب کو آگاہ کیا جاوے اور یہ تحریک سردست الحکم۔ بدر۔ اور تشحیذ الاذہان مین شائع کی جاتی ہے۔ احباب اور اخوان احمدی اپنے پاک مشورون سے ہماری نصرت کے لئے کوشش کرین

ضروری گذارش

۱۔ ہر خریدار خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری کر لکھے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف

۲۔ مضمون بنام ایڈیٹر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر بالم[illegible]

اتمام البرہان مصنفہ شیخ احمد حسین صاحب

میرٹھی پر ریویو

(از سید صادق حسین صاحب صادق مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ)

گذشتہ اشاعت سے آگے

مہدی آخر الزمان

گذشتہ بحث میں ہم دکھلا چکے ہیں۔ کہ چودہویں صدی کا مجدد مسیح دوران و مہدی زمان ہوگا اور اوس کی خلافت بمنہاج نبوت پر ہوگی مگر اس بحث کی تکمیل کے لئے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں کوئی اور امام مہدی نہ ہوں گے۔ ذیل کا مضمون خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہے۔ لفظ مہدی کے معنے ہیں ہدایت یافتہ۔ حدیث میں آیا ہے۔ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تم پر میری سنت کی پیروی اور جو میرے خلفاء مہدی اور راشد ہوں۔ اون کی سنت کی پیروی لازم ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے خلیفے راشد پیدا ہوں گے اور وہ سب کے سب مہدی ہوں گے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ امت محمدیہ میں بہت سے مہدی پیدا ہوں گے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ مہدی سے مراد نیک اور صالح آدمی ہے۔ چنانچہ اس لفظ کے معنے بھی خود اس بات پر دلالت کرتے ہیں اور روایت مندرجہ ذیل بھی اسی امر کی موید ہے۔ ابو نعیم حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ

قال محمد بن الحنیفہ المہدی من یہدی ویصلح بہ الناس کما یقال الرجل الصالح اذا کان الرجل صالحاً قیل لہ المہدی۔

انہوں نے محمد بن حنیفہ کو کہا کہ مہدی وہ ہے جو ہدایت یافتہ ہو اور لوگوں کی اوس سے اصلاح ہوتی ہو جیسے کہ کسی نیک آدمی کی نسبت جبکہ وہ فی الحقیقت صالح ہو۔ مہدی کہا جاتا ہے۔

پس ایسے لوگ جو خدا کی نظر میں نیک اور صالح ہوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق مہدی ہیں۔

حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کے بہت سے نیک اور صالح آدمیوں کا جن کے ہاتھ سے کوئی دینی خدمت خاص طور پر انجام پانے والی تھی۔ بطور پیشگوئی ذکر فرمایا ہے۔ مگر چونکہ اون صالح اور نیک آدمیوں کو بعض اوقات مہدی کے خطاب سے بھی یاد فرمایا ہے۔ اِسلئے بعض لوگوں نے جو احادیث نبوی کا صحیح مطلب نہ سمجھنے کیوجہ سے یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ اُمت محمدیہ میں صرف ایک مہدی اخیر زمانہ میں پیدا ہونے والا ہے اون تمام احادیث کو جنمیں مختلف مہدیوں اور اون کے مختلف واقعات کا ذکر ہے ایک مہدی اور ایک ہی زمانہ کے متعلق قرار دے کر دین اسلام میں عجیب گڑبڑ ڈال رکھی ہے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہُوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف صفات کے لحاظ سے ایک ہی شخص کو کئی خطابوں سے یاد فرمایا ہے۔ مگر بعض لوگوں نے اون مختلف خطابوں کیوجہ سے پیشگوئی کا مصداق بجائے ایک شخص کے کئی شخصوں کو سمجھ لیا ہے۔ اس وجہ سے بھی مسلمانوں میں اختلاف رائے پیدا ہوگیا ہے۔

بہت سے راویوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے مفہوم کو روایت بالمعنی کے طور پر اپنے لفظوں میں ادا کیا ہے۔ اور اصل مفہوم کے ادا کرنے میں اون سے غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس وجہ سے احادیث میں بھی اختلاف پیدا ہوگیا ہے۔

یہ بھی ہوا ہے کہ مسلمانوں کے بعض پولیٹکل جرگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشگوئیوں کو مدنظر رکھ کر ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے جھوٹی حدیثیں بھی بنائی ہیں۔

پس ان تمام خرابیوں کے موجود ہوتے ہوئے ایک سمجھدار آدمی کو چاہیئے۔ کہ تمام احادیث پر مجموعی نظر ڈال کر صحیح و موضوع و قوی و ضعیف میں تمیز کر کے ایک صحیح رائے قائم کرے۔

ابو داؤد اور مسلم میں ایک مہدی کا ذکر اس طرح پر آیا ہے۔

المہدی من عترتی من ولد فاطمہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مہدی میری عترت یعنے فاطمہ رضا کی اولاد سے ہوگا۔

اس حدیث کا مطلب بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ اخیر زمانہ یعنے مسیح موعود کے زمانہ میں ایک امام اولاد فاطمہ سے پیدا ہوگا اور مسیح موعود اوس کی ماتحتی میں کام کریں گے۔ مگر حدیث کے الفاظ سے یہ بات نہیں نکلتی۔ اس لئے اس حدیث کا مطلب صرف اوسی قدر سمجھنا چاہیئے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ فاطمہ کی اولاد سے بھی ایک عظیم الشان صالح آدمی پیدا ہوگا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی وسط کے زمانہ میں پوری بھی ہوگئی سیدنا عبد القادر جیلانی رح کا وجود باجود اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک کے سوائے کوئی اور مہدی اولاد فاطمہ سے یا کسی اور قوم سے پیدا نہ ہوگا۔ چنانچہ حدیث مندرجہ ذیل ہمارے بیان کی تائید کرتی ہے۔

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لہ ...... ثم قال یا عم اما شعرت ان المہدی من ولدک

حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۶

ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا۔ .... پھر فرمایا۔ کہ اے چچا کیا تم نہیں جانتے۔ کہ مہدی تمہاری اولاد سے پیدا ہوگا۔

اب اگر پہلی حدیث کے یہ معنے لئے جاویں۔ کہ مہدی صرف اولاد فاطمہ سے پیدا ہوگا۔ تو یہ دوسری حدیث جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے چچا مہدی تیری اولاد سے ہوگا۔ موضوع حدیث قرار پاتی ہے۔ علاوہ برین حدیث "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین کی صحت میں کچھ کلام نہیں۔

پس حدیث المہدی من عترتی من ولد فاطمہ کے وہی معنے صحیح ہیں جو ہمنے بیان کئے۔ اور جو معنے ہم نے بیان کئے ہیں۔ اون کے لحاظ سے

یہ تینوں حدیثیں صحیح قرار پائی ہیں اور وقوع کے لحاظ سے بھی اون کی صحت یقین کے درجہ کو پہونچ جاتی ہے۔

پھر جس طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلفائے راشدین اور مہدیئین ہونے میں کسی سنی کو شک نہیں ہوسکتا پس ان تینوں حدیثوں کے اتفاق سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مہدی ہونا صرف اولاد فاطمہ رضی میں منحصر نہیں۔

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ اخیر زمانہ میں مسیح موعود خود امام ہوں گے۔ اون کے زمانہ میں کسی اور شخص کا مہدی ہونا کسی متفق علیہ حدیث سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ اخیر زمانہ کے مصلح و ہادی کیلئے جو اور مذاہب مثلاً عیسائی یہودی اور ہنود کی مذاہب میں جو پیشگوئیاں مشہور چلی آتی ہیں اون سے بھی اخیر زمانہ میں ایک ہی مصلح و ہادی کا آنا ثابت ہوتا ہے اسلئے یہ خیال کہ اخیر زمانہ میں مسیح موعود کے علاوہ ایک امام مہدی علیحدہ ہوں گے محض لغو و بیہودہ خیال ہے۔

مسیح موعود کے ہدایت یافتہ یعنے مہدی ہونے سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا۔ پس یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوگئی کہ مسیح موعود ہی مہدی آخر الزمان ہونگے اب مسیح موعود کی نسبت جمہور اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بنی فاطمہ سے نہ ہونگے پس نتیجہ یہ نکلا کہ مہدی آخر الزمان بنی فاطمہ سے نہ ہوں گے۔

مسیح موعود کا امام مہدی ہونا ذیل کی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

طبرانی معجم کبیر میں اور بیہقی شعب الایمان میں مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یلبث الدجال فیکم ماشاء اللہ ثم ینزل عیسے ابن مریم مصدقا بمحمد صلے اللہ علیہ وسلم علے ملتہ اماماً مہدیاً وحکماً عدلاً فیقتل الدجال

پس مسیح موعود کو امام مہدی مان لینے میں اب کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالے)

قوم کیلئے مژدہ

یہ خبر اطمینان سے پڑھی جاویگی کہ ترجمہ قرآن کیطرف جسکی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس ہورہی ہے اور جس کیلئے ناچیز اکمل کئی دفعہ کئی رنگ میں اخبار میں اور پرائیویٹ طور سے کوشش کرچکا ہے اور کررہا تھا۔ علامہ نورالدین نے غیر معمولی توجہ فرمائی ہے کیونکہ میرے آقا (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے بھی مفصلہ ذیل خط آپ کیطرف لکھا ہے۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ چونکہ عمر اور زندگی کا اعتبار نہیں اور درحقیقت یہ ضرورت ہے اگر آپ سے انجام پذیر ہو تو بہت ثواب کا کام ہے بلکہ میرے نزدیک ایسی خدمت سے عمر بھی بڑھتی ہے جب حدیث کے خادموں کی طول عمر کی نسبت بہت کچھ ثابت ہوتا ہے تو پھر قرآن شریف کے خادم کے بارے میں قوی یقین ہے کہ خدا اوس کی عمر میں برکت دیگا۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد

اس ترجمہ کا ایک پارہ نمونۃً شائع بھی ہوچکا ہے اسپر بعض لوگوں نے کچھ اعتراض بھی کئے تھے۔ مثلاً یہ کہ آپ نے وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْھَا پر حاشیہ نہیں دیا اس کے جواب میں علامہ موصوف نے کیا اچھا فرمایا کہ سارے قرآن مجید کی تفسیر تو خود اللہ تعالے نے فرمائی نہ روح الامین جبرئیل نے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ نہ حضرت ابوبکر صدیق نے۔ نہ حضرت عثمان نے نہ ائمہ اربعہ میں سے کسی نے نہ امام بخاری و مسلم نے نہ سید عبدالقادر و خواجہ معین الدین چشتی نے۔ اس میں حکمت یہی کہ اگر یہ بزرگ تفسیر کردیتے تو پھر تدبر کا دروازہ بند ہوجاتا پھر یہ نہایت تقوی کی بات ہے کہ جس تفسیر پر شرح صدر نہ ہو اسے پبلک پر ظاہر کرکے انہیں ابتلا میں نہ ڈالا جاوے۔ ایسا ہی بعض جگہ آپ نے ترجمہ کو خود محمل رکھا ہے یہ بھی اسلئے کہ عربی زبان اپنی وسعت کے لحاظ سے ایک مراد کو معین کرنے کے خلاف ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظم

یہ نظم میرے والد بزرگوار مولوی امام الدین صاحب فیض رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مہینے ہوئے بھجوائی تھی مگر دیری غفلت سے چھپ نہ سکی۔

چو دور خسروی آغاز کردند ۔ مسلمان را مسلمان باز کردند
شہ ما آمد از ابنائے فارس ۔ بنام خسروش ممتاز کردند
سلیمانے است کز سلمانیان خاست ۔ پئے اسلام سرافراز کردند
درخشان آفتابے ظلِ احمدؐ ۔ بانوار نبوت ساز کردند
چو رو پوشید اسلام حقیقی ۔ بنور چہرہ اش ابراز کردند
چو باز آورد قرآن از ثریا ۔ بایمان معرفت ہمراز کردند
خدا ناترس ترسایان بتثلیث ۔ مسیحا را بحق انباز کردند
پئے کسر صلیب و قتل خنزیر ۔ مسیح احمدی ممتاز کردند
مسیحے از یسوع ناصرت بہ ۔ بکار ملت و اعجاز کردند
بحجت قتل دجال شقی کرد ۔ مسیح ما چہ قدر انداز کردند
ملائک بہر تعریفش زباطن ۔ بگوش عارفان آواز کردند
ندائے غیب چوں حسنش عیان کرد ۔ بدیدارش دل و جان آز کردند
رخِ پر نور او عشاق دیدہ ۔ چو پروانہ سوئیش پرواز کردند
بروحانیت اے روحِ قدسی ۔ کمالات ہمہ ۔ احمد از کردند
نے بارنگ و بوئے ہر کمالے ۔ بباغ احمدیت اعزاز کردند
گلستان نبوت در وجودت ۔ پس از ختم الرسل ایجاز کردند
منم آن بلبل گلزار فیضت ۔ کہ در راز عشق بروے باز کردند
منم خواہان اسلامے کہ باشے ۔ مسلمان را مسلمان باز کردند
بگلستانِ احمدؐ بر لب جو ۔ ثنا پروردہ سرو ناز کردند
مرا چوں قمرئے کوکو نوازنے ۔ بمدحت گوئیت شہناز کردند
بجان الحمد اکمل پیش مہدی ۔ کہ پابوست چو با افراز کردند

ایڈیٹوریل از خاکسار اکمل

ہم تجارت میں کیوں کامیاب نہیں ہوتے

ایک وہ زمانہ تھا

جب دنیا کی تجارت کا ایک عظیم حصہ مسلمانوں کے قبضے میں تھا۔ چنانچہ انسٹیٹوٹ گزٹ میں اس کے متعلق ایک مضمون چھپا ہے۔ جسمیں عباسیوں کے زمانہ میں ممالک اسلامیہ کی تجارت کا نقشہ دکھایا گیا ہے وہ لکھتا ہے

"بغداد اور بصرہ اور ممالک اسلامیہ کے بڑے بڑے شہروں میں بہت سی تجارتی کوٹھیاں پائی جاتی تھیں دارالخلافہ میں جو تجارتی چیزیں مختلف ملکوں اور شہروں سے لائی جاتی ہیں۔ ان کی کسی قدر تفصیل حسب ذیل ہے۔

یاقوت اور ہیرے ہندوستان سے۔ موتی بحرین سے عقیق اور ہاتھی دانت حبش سے۔ نیل اور عطر نیشاپور سے۔ کتان کے کپڑے شینیز سے ہلکے اونی کپڑے اور منقش ریشمی پردے فسا سے۔ فرش اور جانمازیں جہرم سے۔ نرم و گرم گدے رشت سے اعلے درجے کے گدے جو قرمزی رنگ کی اون سے بنائے جاتے ہیں تھے آرمینیا سے۔ نرم و نازک کپڑے اصفہان سے۔ چمکدار کپڑے خراسان سے۔ عمدہ ریشم کے گچھے اور لکڑی کے برتن طبرستان سے اور نیشاپور سے۔ پوستین اور سمور روس سے۔ خاص قسم کے کپڑے بلخ سے۔ کاغذ اور نوشادر اور سمور اور سنجاب ماوراالنہر سے۔ مشک تبت سے۔ اونی جانمازیں اور پشمینے کے کپڑے بخارا سے۔ مصری ریشمی کپڑے تینس اور دمیاط سے۔ مصری فرش اور پردے بہنسا سے۔ اعلیٰ درجہ کے طیلسانیں کرمان سے۔ کاغذ مصر سے۔ قیمتی منقش سندیل ترکی سے۔ (ایک ایک سندیل کی قیمت دو دو ہزار درم تک ہوتی تھی) ریشمی نقاب اور برقعے جرجان اور سوس سے۔ چمکدار چادریں اور منقش کنگھے خراسان سے۔ جرابیں قزوین سے۔ موزے ہمدان سے۔ شیشے اور مٹی کے برتن بصرہ سے۔ چٹائیاں عبادان سے۔ بورے تستر سے۔ کمایا ہوا چمڑا حبش سے۔ مشک اور کافور اور عود چین سے۔

خشکی پر تاجروں کے قافلے اونٹوں پر لاد کرے چلتے تھے۔ اور سمندر میں تجارتی کشتیاں اور جہاز اس غرض کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ مسلمانوں کے علاوہ اس زمانہ میں یہودی بھی تجارت میں بہت سرگرم تھے۔ اور وہ مختلف زبانوں سے واقف تھے۔ بحری تجارت میں سیراف کے باشندے بہت مشہور تھے۔ جو جواہرات ہاتھی دانت۔ آبنوس۔ فلفل۔ صندل۔ عود۔ عنبر۔ کافور اور ہر قسم کی خوشبودار چیزیں اور دوائیں ہندوستان۔ چین۔ سواحل افریقہ یمن اور بحر ہند کے جزائر سے اول بصرہ میں لاتے تھے اور پھر بغداد پہونچاتے تھے" انتہی کلامہ

یا اب یہ زمانہ ہے۔ کہ ایک مسلمان معمولی دوکان کو بھی فروغ نہیں دے سکتا بہت کم ایسی دکانیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ جو کامیابی کے ساتھ چل رہی ہیں۔ یہ نے بہت غور کی ہے۔ کہ اس بات کا کیا سبب ہے۔ کہ مسلمانوں کی تجارت ایسی گری ہوئی حالت میں ہے۔ معمولی دوکانداری (جسے تجارت کہنا بھی ایک قسم کی غلطی ہے) میں زیادہ تر معمولی دوکانداری کو پیش نظر رکھکر گفتگو کرونگا۔ اس لئے نہیں چلتی۔ اول تو ہم میں استقلال نہیں۔ اور استقلال کامیابی کی روح ہے۔ بڑے شوق سے ایک دوکان کھولی جاتی ہے۔ لیکن پندرہ سولہ دن بھی گذرنے نہیں پاتے۔ کہ ہمارا تاجر بھائی ہمت ہار بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اس میں تو کچھ نفع نہیں۔ حالانکہ کم ازکم دو سال تو اپنا اعتبار و وقار قائم کرنے کے چاہئیں

پھر دوسری بات یہ ہے۔ کہ ہم مسلمانوں کا ایک دوسرے پر اعتبار نہیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے۔ کہ جسے دیکھ کر رونا آتا ہے۔ میں نے اکثر اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ اگر کوئی چیز لینا چاہیں گے۔ تو اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑ کر ہندو دکاندار سے لیں گے۔ اس میں میں کسی ایک فریق کو قصوروار نہیں ٹھراتا۔ بلکہ ایک طرف قدردانی کی ضرورت ہے۔ تو دوسری طرف چیز کو عمدہ سپلائی کرنے کی۔ تیسرے بات یہ ہے۔ جو میں خصوصیت سے عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے نہ زیادہ نفع کی امید پر گران فروشی کی جاتی ہے۔ حالانکہ زیادہ نفع لینے کا یہ طریق نہیں ہے اور ہر گز نہیں ہے۔ بلکہ مال کو مناسب نفع کے ساتھ سستا لگانا اور چیز کا عمدہ ہونا کامیابی کا راز ہے۔

چوتھی بات یہ ہے۔ کہ ہم میں تقلید کا مادہ بہت زیادہ ہے۔ اسی نامراد اندھا دھند تقلید نے ہمارے دین کا ستیاناس کیا اور پھر اسی نے ہمارے دنیادی حالات میں ہمیں خسارہ پہونچایا۔ دکان کھولتے وقت ضرورت اور اپنے مذاق طبع کو نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ اگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ فلاں شخص نے فلاں قسم کی تجارت شروع کی ہے۔ اور اس میں قدرے قلیل نفع حاصل کیا ہے۔ تو ہم بھی دہی دکان کھول دیتے ہیں۔ حالانکہ صورت حالات یہ ہے کہ ابھی اس موقعہ و مقام پر ایک دکان کی گنجائش بھی بمشکل ہوتی ہے۔ اسی طرح پر نہ صرف خود خسارہ میں رہتے ہیں بلکہ دوسرے کا بھی نقصان کرتے ہیں۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ پہلے دیکھے کہ آجکل کس چیز کی یہاں مانگ ہے۔ اور پھر یہ دیکھے۔ کہ آیا کوئی اور کارخانہ یا دکان تو نہیں۔ جو کافی طور سے ان ضرورتوں کو مہیا کر رہا ہے۔ پھر یہ سوچے۔ کہ آیا مجھ میں یہ کام کرنے کی قابلیت ہے یا نہیں۔ جب تمام مرحلے طے ہو جاویں۔ تو پھر استخارہ کرکے اس کام کو استقلال کے ساتھ بسم اللہ کرکے شروع کردے۔ اپنا اعتبار اپنی خوش معاملگی اور عمدہ مال کو ارزاں فروخت کرنے سے جمائے۔ ہر ایک مفید مشورہ پر عمل کرنے کے لئے طیار رہے۔ اور اپنے نقصوں کی اصلاح کرنا اپنا فرض خیال کرے۔

ایک مفید مشورہ

پیسہ اخبار میں سہارنپوری نامہ نگار نے ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں مسلمانوں کو تجارت کی طرف توجہ دلائی ہے اور ان حضرات کو جو مسلمانوں کی حالت کے درست ہونے کا انحصار سود لینے پر کرتے ہیں۔ حساب دکھا کر نادم کیا ہے۔ کہ ہماری تجارت کا بہت سا حصہ فریق مخالف کے ہاتھوں میں ہے اس کی فکر نہیں اور ایک جائز ذریعے کو ہاتھ سے دینے کا کچھ ملال نہیں اور ایک ناجائز ذریعہ آمد کو (جس کا انجام سوائے خسر الدنیا والآخرۃ کے کچھ بھی نہیں) عملدرآمد میں لانے کے لئے یہ زور و شور۔ اف لکم ولما تعلمون

مسلمانوں کے نقصان کا تخمینہ حسب ذیل ہے۔

پہلے تخمینہ سود میں مسلمانان ہند کے اعلے طبقہ کی اول درجہ کی آمدنی کا اوسط ۶۰۰ روپیہ سالانہ فی کس قرار دیگئی ہے جس سے ۹۴ لاکھ کی آمدنی ۲۹ ارب ۴۰ کروڑ روپیہ سالانہ ہوتی ہے۔

اگر دوسرے درجہ کی آمدنی کا اوسط ۳۰۰ روپیہ ماہوار اور ۳۶۰۰ روپیہ سالانہ اور تیسرے درجہ کی ۱۲۵ روپیہ ماہوار یا ۱۵۰۰ روپیہ سالانہ فی کس قرار دی جائے اور دوسرے طبقہ کی فی کس ۵۰ روپیہ ماہوار سالانہ رکھی جائے۔

تو ۳۶۰۰ × ۵۶ لاکھہ = ۲ ارب ۱۶ کروڑ روپیہ سالانہ - ۱۵۰۰ × ایک کروڑ ۵ لاکھہ = ۱۵ ارب ۷۵ کروڑ روپیہ - ۶۰۰ × ۲۴ کروڑ ۱۰ لاکھہ = ۱۴ ارب ۴۶ کروڑ روپیہ - اور تیسرے جتھے کی ۱۰۰ روپیہ سالانہ فی کس کے حساب سے ۲ کروڑ ۸۰ لاکھہ کی ۲ ارب ۸۰ کروڑ ہوتی ہے - لہذا کل رقم آمدنی ۸۰ ارب ۱۷ کروڑ روپیہ سالانہ ہوتی ہے -

اس مین سے ۲ ارب ۱ کروڑ روپیہ بچت نکال دیا جاوے - تو باقی ۷۸ ارب ۱۶ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ ہو جاتے ہین - جو ہنود کی جیبون مین بوجہ تجارت پیشہ ہونے کے جا پڑتی ہے - اور اس قدر مسلمانون کا نقصان سمجھنا چاہیئے جو ہنود کی طرح اون سے پرہیز نہ کرنے کا نتیجہ ہے -

اس ۷۸ ارب ۱۶ کروڑ کے مقابلہ مین ۲ ارب ۱۰ کروڑ روپیہ کی رقم جسپر مسلمان مسلمانون سے سود لے سکتے ہین - کچھہ حقیقت نہین - چہ جائے کہ اوس کا سود جو کلہم ۹ کروڑ ۳۰ لاکھہ روپیہ ہوتا ہے - افسوس اس ۷۸ ارب ۱۶ کروڑ روپیہ کا افسوس ابھی لیڈران قوم نے نہین کیا - نہ وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے - بلکہ دوسرون کے کہنے اور سعی کی درخواست کرنے پر بھی شاید اس بارہ مین سعی کرنا منظور نہ کرین - ہنود کے لحاظ و ناراضی کے خوف سے جو بڑی قابل افسوس اور لائق شرم بات ہے -

ان ۷۸ ارب ۱۶ کروڑ کے آگے ان چند کروڑ یا زیادہ سے زیادہ ایک ارب روپیہ کی بھی کچھہ حیثیت نہین جو جواز سود کے خواہشمند و ساعی لوگ نے زیادہ سے زیادہ تعداد رقم مسلمانون کے ہاتھہ سے نکلکر ہنود کی جیبون مین سود کے ذریعہ جانے والی بتائی ہے - البتہ یہ ایک ارب کی رقم سود - اوس رقم سود سے زیادہ اور بہت زیادہ ہے جو مسلمان مسلمانون سے لے سکتے ہین - جسکی کل تعداد ۹ کروڑ ۳۰ لاکھہ روپیہ ہے - اس لئے اسی نسبت سے لیڈران قوم کو بہ نسبت مسلمانون سے سود لینے کی سعی کے مسلمانون کو سود کا لین دین بند کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ مسلمانون کا ایک ارب روپیہ جو سود کے ذریعہ ہنود کو ہر سال نظر کرنا پڑتا ہے - خود مسلمانون کے پاس رہے -

اس کوشش چھوڑ کر خود مسلمانون سے سود لینے کی سعی کرنا سخت غلطی اور سراسر نادانی ہے - اس حالت مین ۹ کروڑ ۳۰ لاکھہ چھوڑ کر ۹۳ کروڑ ۷۰ لاکھہ روپیہ مسلمانون کو پھر بھی ہنود کی بھینٹ چڑھانا پڑیگا - جو بڑی مضرت کا سبب ہے -
اصل سود کے عام رواج کی کوشش کرنا - مسلمانون کی کامل تباہی کا موجب ہے - اس کو مفید اور ترقی قومی قرار دینا بڑی غلطی ہے - ع

برین عقل و دانش بباید گریست

سود کو چھوڑ کر جھوت کی سعی کرنی چاہیئے اور سرگرمی اور ستعدی - ثابت قدمی - ہمت اور کامل توجہ و احتیاط کے ساتھہ متفقہ اور پوری کوشش کرنی چاہیئے - تا کہ ۔۔۔۔ ۷۸ ارب ۱۶ کروڑ روپیہ مسلمانون کا مسلمانون کے پاس رہے - ہنود کے پاس نہ جانے پائے - غریب مسلمان اس سے اپنی کار برآری کرین عسرت سے نکل کر ثروت حاصل کرین اور رفتہ رفتہ مسلمان بھی ہنود کی طرح آباد و خوش حال ہو جائین - اگر درد قوم اور خیر خواہی مسلمانون کی ہے تو اس ضروری و مفید ترین کام کی سعی کرنی چاہیئے - ورنہ درد قوم کا نام نہ لینا چاہیئے - یہی بے احتیاطی و بدپرہیزی مسلمانان ہند کی قومی تباہی و ذلت کا باعث ہے - یہی تنزل و ادبار کا ذریعہ ہے - جس مفلس قوم سے ہر سال ۷۸ ارب ۱۶ کروڑ روپیہ نکل جائے - وہ نادار و محتاج کیون کر نہ ہو - جس قوم کے پاس اپنی کمائی کے علاوہ دوسری قوم کی کمائی کا ۷۸ ارب ۱۶ کروڑ روپیہ ہر سال آتا ہے - وہ کیون نہ مالدار اور فارغ البال ہو

صنعتی تعلیم

اللہ اکبر وہ دن بھی تھے جب کسی نئی ایجاد کا تصور آتے ہی ساتھہ ہی یہ خیال بھی آجانا ضرور تھا کہ یہ کسی مسلمان کی ذہانت کا نتیجہ ہوگا - یا اب یہ دن ہیں کہ ایک معمولی سی معمولی چیز کے لئے بھی ہمارے بھائی ۔ ۔۔۔ فریق ثانی کے دست نگر ہیں ہر چند کہ حمیت و غیرت کا یہ تقاضا نہیں ہونا چاہیئے کہ معمولی کھانے کی چیز اور ہم اس کے لینے کیلئے ایسی دکان پر جائیں - جو کتے کو تو اپنے پاس بٹھائے ہوئے ہو - اور مسلمان کو دو تین گز کے فاصلہ پر کھڑا ہونا پڑے - کیونکہ مس کرنے سے ان سب اشیاء کے بھرشٹ ہو جانے کا وہم ہے - جسے اپنے گاڑھے خون کی کمائی دے کر خریدنے کے لئے وہان اس ذلت کے ساتھہ کھڑے ہونا پڑے نظر برین حالات مین دوسرے مسلمانون کو چھوڑ کر صرف اپنی احمدی قوم کو اس بات کیطرف توجہ دلانا ہون - کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے - کہ ہم بھی ایک قوم کہلائین - اور قوم بھی متمدن - ہماری تمدنی ضرورتین روز بروز بڑھتی جاتی ہین - یہ ضروری نہین کہ سب ہی دینی علوم کے معراج کمال تک پہونچین - جیساکہ قرآن مجید مین ہے - تو یہ کب ضروری ہے یا مناسب ہے - کہ سارے ہی مدرسہ مین تعلیم پائین - بلکہ چاہیئے کہ ہمارے نوجوان دنیا کے ہر شعبہ مین اپنے اپنے رجحان طبیعت کے موافق دخل دین - اگر بعض پڑھتے ہین - تو بعض تجارت کرنا سیکھین - جس کے لئے میرے خیال مین باقاعدہ تعلیم پانے کی ضرورت ہے اور بعض کوئی صنعت کاری سیکھین - تاکہ کم از کم قوم کی تمدنی ضرورتون کو پورا کر سکین - اب وہ وقت آگیا ہے - کہ اس بات کی زور سے اپیل کی جائے - کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ساتھہ ایک کلاس صنعت کے متعلق کھولی جائے - اور اس مین ہونہار نوجوانون کو کام سکھایا جاوے - ایک ستری خانہ جو آج کل معمولی کام کر رہا ہے - ایک بنیاد ہے ایسے سکول کی - پس اس کو ذرا وسیع پیمانہ مین کر دیا جائے - امید ہے - کہ ہماری گذارش قبولیت کا درجہ حاصل کرے گی -

---

نو نیکیان کونسی ہین

اس کا جواب ایک چینی مصلح نے یہ دیا ہے -

۱ - مروت وقار کے ساتھہ ملی ہوئی -
۲ - حلم استقلال کے ساتھہ ملا ہوا
۳ - ترقی ذہنی ادب کے ساتھہ ملی ہوئی
۴ - حکمرانی کی قابلیت تکریم کے ساتھہ ملی ہوئی
۵ - تربیت پذیری شجاعت کے ساتھہ ملی ہوئی
۶ - راستبازی شرافت کے ساتھہ ملی ہوئی -
۷ - تن آسانی تمیز کے ساتھہ ملی ہوئی -
۸ - طاقت صداقت کے ساتھہ ملی ہوئی -
۹ - دلیری نیکوکاری کے ساتھہ ملی ہوئی -

انعام

مندرجہ ذیل شعر پر عمدہ جواب مضمون لکھنے والے صاحب علم کے لئے ایک بھائی نے ایک روپیہ اور نفیس کتاب انعام دفتر بدر میں بھیجدیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے:

لکھا ہے بوعلی سینا نے زر سے
کر سعنے سے مسافر کو خطر ہے۔

جو طالب علم چاہے اپنا مضمون لکھکر ہمارے پاس بھیجے بعد انتخاب انعام دیا جائیگا۔

توجہ کے ساتھ پڑھکر عمل کرنیوالی بات

اگر آپ کوئی مضمون بھیجیں یا کسی مضمون کی نسبت کچھ لکھیں تو اس پتہ پر بھیجیں ایڈیٹر بدر قادیان اور اگر اخبار جاری یا بند کرانے یا پرچہ نہ پہونچنے کی شکایت یا حساب چندہ کے متعلق کچھ ارشاد کرنا ہو تو یہ پتہ لکھیں۔ مینیجر بدر قادیان۔ ہرگز کسی خاص شخص کا نام نہ لکھا جائے اسی طرح ترسیل زر بنام پر ایڈیٹر و مینیجر چاہیئے۔ کیونکہ خاص شخص کا نام لکھنے سے تعمیل میں حرج ہوتا ہے۔ دیکھئے مکرمی مفتی محمد صادق صاحب ایک ضرورت سے وطن تشریف لے گئے ہوئے ہیں اب جس قدر لفافے ان کے نام آئے ہیں ان کی تعمیل ان کے آنے پر موقوف ہے کیونکہ کسی کا خط کھولنا یا پڑھنا شرعاً و عرفاً منع ہے۔

رسید زر

بعض احباب نے شکایت کی ہے کہ ہمارے مرسلہ مبلغات کی رسید تا حال نہیں چھپی جواب میں عرض ہے کہ آہستہ آہستہ سب بھیجنے والوں کے نام شائع ہو جاوینگے۔ گھبرایئے نہیں۔

سونے والو! جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے

مرزا رحیم بیگ صاحب وہرم سلہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۱۰ - مارچ سنہ ۰۸ء قریباً ۴½ بجے رات کے شدید زلزلہ ہوا جو ۴ - اپریل سنہ ۰۵ء کے بعد کے تمام زلزلوں سے شدید تھا۔ نقصان کچھ نہیں ہوا۔ خداوند کریم کا فضل رہا۔ پھر قریباً ۵ بجے صبح کے دوبارہ زلزلہ ہوا۔ اور پھر صبح ۷½ کے قریب تیسری دفعہ زلزلہ ہوا۔ اس سے پہلے ہی تین دفعہ زلزلہ ہو چکا تھا۔ گویا ماہ مارچ میں ۱۰ تاریخ تک چھ دفعہ زلزلہ ہو چکا ہے۔

اور براہ ہم عامل شاہ صاحب ترنگ زئی سے تحریر فرماتے ہیں کہ آج رات کہ شب جمعہ ۱۳ ماہ حال کو ایک سخت جھٹکا زلزلے کا محسوس ہوا۔ جو نہایت زور سے تھا اللہ تعالےٰ رحم کرے۔ یہ سب ہماری شامت اعمال اور مسیح موعود کی صداقت۔

اور سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے۔ ۵ - ۶ مارچ کی درمیانی شب کے نو سے ۵ بجے تک شاہرگ بلوچستان میں زلزلہ کے سخت جھٹکے محسوس ہوئے بازار کے بہت سے مکانات گر پڑے اور ریلوے عمارات کو بھی مزید صدمہ پہونچا جھٹکے درگئی اور خوست میں بھی محسوس ہوئے۔

اور آریہ گزٹ میں مسطور ہے۔ ۱۳ ماہ حال کو درگئی اور خوست ملک بلوچستان میں نو بجے بڑا سخت بھونچال آیا کچی مکانات اور عالی شان عمارتیں گر کر مسمار ہو گئیں اور ریلوے اسٹیشن پر بھی بہت نقصان ہوا۔

(ربنا فلا تجعلنا فی القوم الظالمین)

جنگ اور جان و مال کا نقصان

نام جنگ	سنہ	نقصان جان
کریمیا	سنہ ۵۴-۱۸۵۵ء	۷۵۰۰۰۰
امریکہ کا سول وار	سنہ ۱۸۶۱ - ۶۵ء	۸۰۰۰۰۰
فرانس و جرمنی	سنہ ۱۸۷۰ - ۷۱ء	۲۲۵۰۰۰
آسٹریا، اٹلی اور پرشیا	سنہ ۱۸۶۶ء	۵۰۰۰۰
فرانس اور اٹلی		۴۰۰۰۰
میکسیکو، کوچین وغیرہ کے جنگوں میں		۷۰۰۰۰
بلگیریا اور آرمینیا کے کشت و خون سنہ ۷۶-۱۸۷۷ء		۱۹۵۰۰۰

گویا کہ ایک ربع صدی کے جنگوں میں قریباً ۲۰ لاکھ آدمی یا بہ الفاظ دیگر شہر لندن کی نصف آبادی کے برابر بندگان خدا طعمہ نہنگ اجل ہوئے۔

نام جنگ	اخراجات
جنگ کریمیا	۳۴ کروڑ پونڈ
فرانس و اٹلی	۶۰ کروڑ پونڈ
آسٹریا و پرشیا جنگ	۲ کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ
امریکہ کا سول وار	۴۰ لاکھ پونڈ
" " شمالی	۴۹ کروڑ پونڈ
" " جنوبی	۴۶ کروڑ پونڈ
فرانس و جرمنی کا جنگ	۵۰ کروڑ پونڈ
میکسیکو وغیرہ کے جنگ	۴۱ کروڑ ۷۰ لاکھ پونڈ
	۲ ارب ۴۱ کروڑ ۷۰ لاکھ پونڈ

غارتگری کی وارداتیں بند کرنے اور حفظ و امن قائم رکھنے کے لئے اگر تدابیر ذیل عمل میں لائی جائیں تو کامیابی دست بستہ حاضر ہو جائے اور یاغستان بھر میں ایسا شاہانہ رعب چھا جائے کہ دشمن اپنے افعال ناشائستہ پر پشیمان ہوں اور قرار واقعی حلقہ بگوش ہو جاویں (۱) وادی بازار سے لیکر درہ خیبر تک پختہ فوجی سڑک بنادی جائے (۲) درہ خیبر کے علاوہ تمام چھوٹی چھوٹی رہگذریں اور پگ ڈنڈیاں جہاں سے آدمی کا گذرنا ممکن ہو، فوجی چوکیوں سے محفوظ کردی جائیں (۳) پشاور میں فوجی پولیس بڑہائی جائے اور شہر کے چاروں طرف قریب قریب چوکیاں قائم کرکے تمام چھوٹے بڑے راستے جہاں سے شہر میں داخل ہونا ممکن ہو محفوظ اور سرحد پار والوں کیلئے بند کر دیئے جاویں (۴) کوہی یاغستان کا رہنے والا خواہ کسی فرقہ سے ہو انگریزی سرحد میں داخل نہ ہونے پائے (۵) داخلہ صرف پاس یا سارٹیفکیٹ کے ذریعہ سے ہو تو گذرنیوالے کو لازم ہے کہ انگریزی سرحد قدم رکھنے سے پیشتر افسر ضلع سے حاصل کرے اور افسر چوکی کے سامنے پیش کرے (۶) گورنمنٹ کے آفریدی دوست ملک اور پنشن خوار لوگ جو سرحد باہر کے رہنے والے ہیں وہ بھی پاسوں سے مستثنےٰ نہ کئے جاویں اور تمام ملازم اور تاجر اور کاروباری لوگ جنکو انگریزی سرحد میں داخل ہونے کی ضرورت ہو۔ پہلے اپنی نیک چلنی اور خوش معاشی کا ثبوت داخل کرکے پاس حاصل کریں (۷) پاس افسران ضلع سے صرف ان لوگوں کو عطا کئے جاویں جو اپنی ضرورت اور نیک چلنی کی شہادت یا ضمانت داخل کرسکیں اور داخلہ صرف روز روشن میں ہو۔ بعد از شام کوئی آنے جانے نہ پائے (۸) جو یاغستانی پشاور میں یا اس کے گرد و نواح میں مستقل سکونت رکھتے ہیں ان کی خاص نگرانی عمل میں لائی جائے کیونکہ یہ اور وہ سب ایک ہیں کیا تعجب ہے۔ کہ وہی لوگ جو دن میں ہم کو شریف اور وضعدار معلوم ہوتے ہیں۔ رات کے وقت ڈاکوؤں کے مددگار، معاون مخبر یا خود ڈاکو بن جاتے ہوں جنکی تمیز مشکل سے ہو سکتی ہے (۹) اعلیٰ درجہ کی لیاقت کے ڈیٹیکٹوز مقرر کئے جاویں جو سرحد والوں کی حرکات و سکنات کو ہمیشہ زیر نظر رکھیں۔ صرف یہی تدابیر ہیں جنکو عملی صورت دکھانے سے سرحدی پیچیدگیوں کا مسئلہ ہمیشہ کیلئے حل ہو سکتا ہے۔ (عام)

رسید زر

۲۲ - جنوری ۱۹۰۸ء نمبر ۹۹۵ قاضی عبد الرحیم صاحب عار
۲۲ " " نمبر ۱۷۵۰ منشی غلام محی الدین صاحب عار
۲۲ " " نمبر ۲۲۰ میاں کریم بخش صاحب عار
۲۲ " " نمبر ۵۳۶ چودہری ملا صاحب عار
۲۲ " " نمبر ۱۷۲۶ بابو نظام الدین صاحب عار
۲۲ " " نمبر ۴۲ دلاور خان صاحب عار
۲۲ " " نمبر ۲۵۷ منشی عنایت اللہ صاحب عار
۲۲ " " نمبر ۹۲۷ چودہری خدا بخش صاحب عار
۲۲ " " نمبر ۱۳۸۴ - منشی فتح الدین صاحب سے
۲۳ " " نمبر ۱۲۷۱ - محمد صادق صاحب للعہ
۲۳ " " نمبر ۱۸۵ - محمد بخش صاحب للعہ
۲۳ " " نمبر ۱۶۶۵ - نور علی صاحب عار
۲۳ " " الف ۹ - منشی بدر الدین صاحب عار
۲۳ " " نمبر ۱۰۴۶ - مولوی عبد اللہ صاحب للعہ
۲۳ " " نمبر ۵۳۹ - محمد عمر صاحب عار
۲۳ " " نمبر ۱۲۲۴ - محمد موسیٰ صاحب للعہ
۲۳ " " نمبر ۵۸۷ - شیخ حسین بخش صاحب للعہ
۲۳ " " نمبر ۱۱۷۹ - غلام حیدر صاحب عار
۲۳ " " نمبر ۵۱۴ - منشی رحمت اللہ صاحب عار
۲۳ " " نمبر ۶۷۴ - احمد دین صاحب للعہ
۲۳ " " نمبر ۹۴۷ - وزیر خانصاحب عار
۲۳ " " نمبر ۸۵۹ - انجمن خادم الاسلام عار
۲۳ " " نمبر ۱۲۱۳ - میاں شادی صاحب عار
۲۳ " " نمبر ۱۳۲۰ - بشیر الدین صاحب للعہ
۲۳ " " نمبر ۱۶۲۵ نادر خانصاحب للعہ
۲۳ " " نمبر ۱۱۸۴ - بابو امام الدین صاحب للعہ
۲۳ " " نمبر ۱۲۵۶ - عمر الدین صاحب للعہ
۲۳ " " نمبر ۱۲۴۰ - منشی غلام رسول صاحب عار
۲۳ " " نمبر ۱۱۷۲ - سید علی حسین صاحب عار
۲۳ " " نمبر ۱۶۳۸ - مولوی سید عمر صاحب عار
۲۳ " " نمبر ۱۱۲۰ - مستری احمد دین صاحب عار
۲۳ " " نمبر ۱۲۵ - حکیم محمد حسین قریشی للعہ
۲۴ " " نمبر ۳۵۸ - اسمٰعیل صاحب عار

۲۴ - جنوری ۱۹۰۸ء نمبر ۱۳۳۵ بابو اکبر علی صاحب صمہ
۲۴ " " نمبر ۹۱۰ - منشی علی گوہر صاحب للعہ
۲۴ " " نمبر ۱۸۶۶ محمد اعظم خانصاحب سے
۲۴ " " نمبر ۱۳۹ - سید مظہر علی صاحب صمہ
۲۴ " " نمبر ۱۸۸۱ - عبد الرحیم صاحب عار
۲۴ " " نمبر ۵۳۲ ذوالفقار علیخان صاحب للعہ
۲۴ " " الف ۹۰ فتحدین صاحب عار
۲۴ " " نمبر ۷۸۵ چودہری فتح محمد خانصاحب عار
۲۴ " " نمبر ۱۶۲ - سید محمد سرور شاہ صاحب للعہ
۲۴ " " نمبر ۵۸۳ - محمد امیر صاحب للعہ
۲۴ " " نمبر ۲۵۸ - حافظ محمد الدین صاحب للعہ
۲۵ " " نمبر ۹۹۲ - محمد صدیق صاحب عار
۲۵ " " نمبر ۱۹۶ - قاضی فضل الٰہی صاحب صمہ
۲۵ " " نمبر ۱۸۷۸ - غلام غوث صاحب للعہ
۲۵ " " نمبر ۲۵۰ حکیم سرفراز خان صاحب للعہ
۲۵ " " نمبر ۱۴۵۳ - امام الدین صاحب عار
۲۵ " " نمبر ۱۶۹۸ مرزا عزیز بیگ صاحب عار
۲۵ " " نمبر ۳۶۷ عمر الدین صاحب عار
۲۵ " " نمبر ۲۲۵ مرزا عبد الکریم صاحب عار
۲۵ " " نمبر ۱۳۹۹ پیر محمد صاحب عہ
۲۵ " " نمبر ۱۳۹۴ - محمد اسحٰق صاحب عار
۲۵ " " نمبر ۶۷۷ سید محمد عبد الواحد صاحب للعہ
۲۵ " " نمبر ۹۶۹ - محمد سعید الدین صاحب عار
۲۵ " " نمبر ۱۴۵۴ - مولوی غلام امام صاحب للعہ
۲۵ " " نمبر ۱۷۸۰ - منشی جلال الدین صاحب عار
۲۵ " " نمبر ۱۵۶۹ عبد العزیز صاحب عار
۲۵ " " نمبر ۱۴۹۲ محمد اسمٰعیل صاحب للعہ
۲۵ " " نمبر ۱۷۵۷ - مولوی اللہ دتا صاحب عار
۲۵ " " نمبر ۵۸۳ - سید عظیم الدین صاحب صہ
۲۵ " " نمبر ۱۳۱۷ - محمد شریف صاحب عار
۲۵ " " نمبر ۱۷۷۲ - شیخ محمد صاحب عار
۲۵ " " نمبر ۵۹۲ - اسد اللہ صاحب للعہ
۲۵ " " نمبر ۱۴۵۸ - احمد نور افغان عہ
۲۷ - جنوری ۱۹۰۸ء نمبر ۲۸۹ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب للعہ
۲۷ " " نمبر ۵۹۵ - میاں امام الدین صاحب عہ
۲۷ " " نمبر ۱۲۹۵ - میاں نیاز اللہ صاحب للعہ
۲۷ " " نمبر ۱۳۰۳ - محمد حسین صاحب للعہ

۲۷ - جنوری ۱۹۰۸ء نمبر ۵۹۰ - محمد حیات صاحب عار
۲۷ " " نمبر ۱۲۲۳ میاں شاہدین صاحب عہ
۲۷ " " نمبر ۵۷۷ سردار فضل حق صاحب للعہ
۲۷ " " نمبر ۹ - بابو اصغر علی صاحب صہ
۲۷ " " نمبر ۱۲۴۴ بابو محمد حسین صاحب للعہ
۲۷ " " نمبر ۱۴۱۷ شیر باز خان صاحب للعہ
۲۷ " " نمبر ۱۷۷۹ - مہتہ دیسراج صاحب عار
۲۷ " " الف ۱۹ سید محمد شاہ صاحب عار
۲۷ " " نمبر ۱۱۱۴ - ڈاکٹر ظہور اللہ صاحب صہ
۲۷ " " نمبر ۱۴۹۷ - ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب للعہ
۲۷ " " نمبر ۱۴۹۱ - محمد اکبر خان صاحب للعہ
۲۷ " " نمبر ۹۸۰ بابو غلام حسین صاحب للعہ
۲۷ " " نمبر ۱۵۹۴ - سرفراز خانصاحب عہ
۲۷ " " نمبر ۱۵۸۲ نواب علی صاحب عار
۲۷ " " نمبر ۷۴۵ گلاب الدین صاحب ۵
۲۷ " " نمبر ۵۹۷ - میاں امام صاحب عار
۲۸ " " نمبر ۱۸۰۶ - سید محمد مسعود صاحب للعہ
۲۸ " " نمبر ۱۰۳۴ - عبد المجید صاحب عار
۲۸ " " نمبر ۹۵۰ - عبد الرزاق صاحب عار
۲۸ " " الف ۱۷۹ - مبارک شاہ بخاری عار
۲۸ " " نمبر ۱۴۳ قاضی سلطان احمد صاحب للعہ
۲۹ " " نمبر ۱۱۰۳ - منشی کریم بخش صاحب گرداور عار
۲۹ " " نمبر ۶۴۵ چودہری عمر الدین صاحب عار
۲۹ " " الف ۳۳ - منشی بوٹیخان صاحب عار
۲۹ جنوری ۱۹۰۸ء نمبر ۱۹۱۳ - امیر اللہ خان صاحب عار
۲۹ " " نمبر ۱۱۳۱ - عبد القادر صاحب عار
۲۹ " " نمبر ۴۲۲ - عبد اللہ خان صاحب عار
۲۹ " " نمبر ۱۹۱۵ - منشی محمد حیات صاحب عہ
۳۰ - جنوری ۱۹۰۸ء نمبر ۶۰۷ - منشی اللہ دتہ صاحب عار
۳۰ " " نمبر ۴۱۵ - بابو محمد صاحب للعہ
۳۰ " " نمبر ۱۱۹۱ - شیخ رحمت علی صاحب عار
۳۰ " " نمبر ۲۷۸ - ملک مولا بخش صاحب صہ
۳۰ " " نمبر ۴۰ - میاں غلام احمد صاحب صہ
۳۰ " " نمبر ۱۶۶۹ - مولوی عبد الرحمٰن صاحب عار
۳۰ " " نمبر ۱۰۱ - شیخ نور احمد صاحب صمہ
۳۱ - جنوری ۱۹۰۸ء نمبر ۱۰۵۰ - چودہری کریم بخش صاحب للعہ
۳۱ " " نمبر ۱۵۴۹ - ملک مقرب خانصاحب صمہ

ممیرا

میرے پاس اصلی ممیرا ہے جو میں نے پہاڑی علاقوں سے بڑی محنت کے ساتھ مہیا کیا ہے۔ یہاں بزرگان ملت نے اس ممیرے کو دیکھا اور خرید ابھی ہے اپنے بھائیوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ پانچ روپیہ فی تولہ کے حساب سے دوں گا اگر کوئی ثابت کر دے کہ یہ ممیرا نہیں۔ تو قیمت بھی واپس دیدونگا۔ راستی کی قدر دان اسے خریدیں۔

احمد نور۔ مہاجر کابلی قادیان ضلع گورداسپور

بدر میں اشتہارات

بدر اپنی اشاعت اور وجاہت اور اعتبار کے لحاظ سے بہترین ذریعہ اشتہارات ہے۔ تمام تجارت پیشہ اصحاب اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے اپنے اشتہارات اسباب تجارت کے متعلق صحیح اور بلا مبالغہ اشتہارات ارسال کریں جو واجبی اجرت پر شائع کئے جا سکیں گے۔

تشحیذ الاذہان

یہ ایک قابل دید ماہوار رسالہ نوجوانان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا ہے۔ قیمت عہ سالانہ عوام سے اور طلباء سے عہ لیجاتی ہے

المشتہر

مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان

رسید زر

۱۳ جنوری ۱۹۰۸ء عدد ۱۲ محمد الدین صاحب عمہ

یکم فروری ۱۹۰۸ء عدد ۱۹۱۶ غلام احمد صاحب عہ

۱۳ " " عدد ۲۴ غلام محی الدین صاحب للعہ

۱۷ " " عدد ۱۵۰۱ پیر بخش صاحب انسپکٹر للعہ

۱۹ " " عدد ۱۹۵۲ اللہ دتہ صاحب ولد کریم بخش صاحب عمہ

مفصلہ ذیل کتب دفتر بدر ایجنسی سے خریدو

ظہور المسیح — یہ کتاب ۱۴۴ صفحہ حجم کی قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی نے تصنیف کی ہے جس میں مسیح موسوی کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے اور مخالف کتابوں مثل عصائے موسیٰ پشتیائی درہ و رائی کو زیر نظر رکھ لیا گیا ہے اور بطور ضمیمہ وعد اللہ الذین امنوا منکم پر لطیف تفسیر لکھی ہے جس میں سے سن ظہور المسیح بھی نکالا ہے۔ کتاب کے متعلق حضرت مخدوم الملت مولانا مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی جو رائے تھی وہ نقل کی جاتی ہے۔

میں نے ظہور المسیح کا مسودہ پڑھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میں پڑھتے پڑھتے دل کے تواجد اور ترافض کو ضبط نہیں کر سکتا۔ اور ہمارے سلسلہ کی کتابوں کے مضامین کو ایسے طرز سے ایک جگہ جمع کیا گیا ہے کہ اس سے زیادہ آسان تدبیر اس قدر مضامین متفرقہ کو حافظہ کی الماری میں جمع کرنے کی ممکن نہیں۔ بہت سے مضامین نئے بھی ہیں۔ جو مؤلف کی جودت طبع اور ذہانت فہم کی کافی دلیل ہیں۔ میرے نزدیک ہمارے بھائیوں کو ایسی جامع کتاب کے وجود سے بہت بڑا نفع ہوگا۔ میرے دل کی آرزو ہے۔ کہ یہ کتاب جلد الطباع سے آراستہ ہو کر ایک جہان پر اور ایک جہان کے لئے حجت ٹھہر جائے۔ خدا تعالیٰ نے ہمارے عزیز اور قابل فخر دوست قاضی محمد ظہور الدین صاحب کو عافیت جسمانی اور روحانی سے بہرہ کافی عطا فرمایا ہے قاضی صاحب نے نہ صرف احمدی قوم کو اس بے نظیر خدمت سے مرہون منت کیا ہے بلکہ اپنی ناگزیر سفر آخرت کے لئے کافی زاد جمع کر لیا ہے والسلام۔ خاکسار عبد الکریم

نوٹ۔ میرے مخدوم و محسن مولوی نور الدین صاحب میری رائے سے متفق ہیں۔ عبد الکریم

دفتر بدر سے طلب کرو۔

درثمین — مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت اقدس کی آج تک کی نظمیں اس میں مندرج ہیں۔ اور ایسے طرق سے چھاپی گئی ہے۔ کہ آئندہ جو نظمیں طبع ہوں وہ بھی اس کے ساتھ شامل ہو سکیں گی۔

قیمت مجلد ۸ غیر مجلد ۶

طریقہ احمدیہ — مصنفہ اکمل آف گولیکی۔ اس منظوم پنجابی رسالہ میں تمام احمدیہ عقائد و نماز و

روزے کے مسائل کا بالدلائل ذکر ہے۔ صرف ۲۵ جلدیں باقی ہیں۔ قیمت فی جلد ار

جنگ مقدس — حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عبد اللہ آتھم کا مباحثہ۔ اس میں ہمارے امام نے صرف قرآن مجید سے موجودہ عیسائی مذہب کا ابطال کیا ہے اور قابل دید ہے۔ قیمت ۱۲

الوصیتہ — مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت اقدس نے وصیت میں اپنا مذہب بیان کیا ہے۔ اور مریدوں کو دین و مقبرہ بہشتی کے متعلق ضروری ہدایتیں دی ہیں۔ قیمت ۲

غلامی اور عصمت انبیاء — رکویو آف ریلیجنز کے متفرق مضامین کو شیخ احمد دین صاحب پنشنر سابق ہیڈ نقشہ نویس پشاور نے باجازت صدر انجمن احمدیہ قادیان بہت عمدہ چھپوا کر اس کارخانہ میں برائے فروخت ارسال کئے ہیں۔ متفرق مضامین کو یکجائی طور پر بہت عمدگی سے جمع کیا گیا ہے۔ قیمت ۳ غلامی اور عصمت انبیاء ۱۲

سر الشہادتین — مصنفہ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی۔ سورہ یٰسین سے پیشگوئی کے رنگ میں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کابلی کی شہادت کے واقعات ثابت کئے ہیں نہایت لطیف کتاب ہے۔ اس کے نکات روپے کو بھی گراں نہیں۔ قیمت ار

البرہان الصریح فی تائید المسیح

حیرت کی حیرانی — مصنفہ ماسٹر عبد العزیز صاحب۔ مسیح موعود کی تائید میں۔ قیمت فی جلد ۲

نظم مستورات — مستورات کے لہجہ پر۔ قیمت ۲

جام شہادت — مصنفہ جناب ثاقب صاحب۔ مولوی عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم کا جانسوز مرثیہ۔ قیمت ۲

کامن احمدی — اللہ داد والے۔ قیمت ۲

آئینہ کشمی — طالب علموں کیلئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ار

کامن احمدی — غلام رسول والے۔ قیمت ۲

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین کے اہتمام سے چھپا